قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 17 نومبر 2022ء | 21 ربیع الثانی 1444 ہجری قمری | 17 نبوت 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:251

فرمانِ رسولؐ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (سواری پر) پیچھے تھا، آپ نے فرمایا: اے لڑکے! میں تمہیں چند کلمات سکھاتا ہوں، (اللہ تمہاری حفاظت فرمائے اور تم اللہ کے احکام کی حفاظت کرو)، اگر تم اللہ کے احکامات کی حفاظت کرو گے تو تم اسے اپنے سامنے پاؤ گے۔ پس جب تم کوئی چیز مانگو تو صرف اللہ سے، اور جب مدد چاہو تو صرف اللہ سے۔ یہ بات سمجھ لو کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو کر تمہیں کچھ نفع پہنچانا چاہے تو وہ تمہیں اس سے زیادہ کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، اور اگر تمام امت تمہیں کچھ نقصان پہنچانے پر اتفاق کر لے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا لیے گئے ہیں اور صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔

(ترمذی، کتاب صفة القیامة والرقائق والورع باب ماجاء فی صفة أوانی الحوض)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

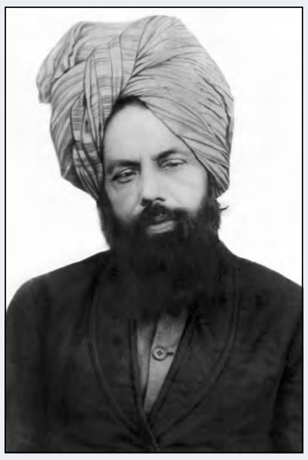

’’میں سچ سچ کہتا ہوں کہ دین کے ساتھ دنیا جمع نہیں ہوسکتی۔ ہاں خدمتگار کے طور پر تو بیشک ہوسکتی ہے لیکن بطور شریک کے ہرگز نہیں ہوسکتی۔ یہ کبھی نہیں سُنا گیا کہ جس کا تعلق صافی اللہ تعالیٰ سے ہو وہ ٹکڑے مانگتا پھرے۔ اللہ تعالےٰ تو اس کی اولاد پر بھی رحم کرتا ہے جب یہ حالت ہے تو پھر کیوں ایسی شرطیں لگا کر ضدیں جمع کرتے ہیں۔ ہماری جماعت میں وہی شریک سمجھے چاہئیں جو بیعت کے موافق دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہیں۔

جب کوئی شخص اس عہد کی رعایت رکھ کر اللہ تعالےٰ کی طرف حرکت کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کو طاقت دے دیتا ہے۔

صحابہ کی حالت کو دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ کیسے اللہ تعالیٰ نے ان کو پاک صاف کر دیا۔ حضرت عمرؓ کو دیکھو کہ آخر وہ اسلام میں آ کر کیسے تبدیل ہوئے۔ اسی طرح پر ہمیں کیا خبر ہے کہ ہماری جماعت میں وہ کونسے لوگ ہیں جن کے ایمانی قویٰ ویسے ہی نشوونما پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔ اگر ایسے لوگ نہ ہوں جن کے قویٰ نشوونما پا کر ایک جماعت قائم کرنے والے ہوں تو پھر سلسلہ چل کیسے سکتا ہے۔ مگر یہ خوب یاد رکھو کہ جس جماعت کا قدم خدا کیلئے نہیں اس سے کیا فائدہ؟ خدا کے لئے قدم رکھنا امر سہل بھی ہے جبکہ خدا تعالےٰ اس پر راضی ہو جاوے اور رُوح القدس سے اس کی تائید کرے۔ یہ باتیں پیدا نہیں ہوتی ہیں جبتک اپنے نفس کی قربانی نہ کرے اور نہ اس پر عمل ہو۔ اَمَّا مَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَہَی النَّفۡسَ عَنِ الۡھَوٰی ﴿۴۱﴾ فَاِنَّ الۡجَنَّۃَ ھِیَ الۡمَاۡوٰی ﴿۴۲﴾ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہشتی زندگی اسی دنیا سے شروع ہو جاتی ہے۔ اگر ہوائے نفس کو روک دیں۔ صوفیوں نے جوفنا وغیرہ الفاظ سے جس مقام کو تعبیر کیا ہے وہ یہی ہے کہ نَہَی النَّفۡسَ عَنِ الۡھَوٰی کے نیچے ہو۔‘‘

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 411-412 ایڈیشن 1984ء)

ارشاد باری تعالیٰ

اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا لَعِبٌ وَّلَھۡوٌ وَّزِیۡنَۃٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَیۡنَکُمۡ وَتَکَاثُرٌ فِی الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَوۡلَادِ ؕ کَمَثَلِ غَیۡثٍ اَعۡجَبَ الۡکُفَّارَ نَبَاتُہٗ ثُمَّ یَھِیۡجُ فَتَرٰىہُ مُصۡفَرًّا ثُمَّ یَکُوۡنُ حُطَامًا ؕ وَفِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ۙ وَّمَغۡفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرِضۡوَانٌ ؕ وَمَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ ﴿۲۱﴾

(الحدید: 21)

ترجمہ: جان لو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل کود اور نفس کی خواہشات کو پورا کرنے کا ایسا ذریعہ ہے جو اعلیٰ مقصد سے غافل کر دے اور سج دھج اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا ہے اور اموال اور اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرنا ہے۔ (یہ زندگی) اس بارش کی مثال کی طرح ہے جس کی روئیدگی کفار (کے دلوں) کو لبھاتی ہے۔ پس وہ تیزی سے بڑھتی ہے۔ پھر تُو اسے زرد ہوتا ہوا دیکھتا ہے پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے اور آخرت میں سخت عذاب (مقدر) ہے نیز اللہ کی طرف سے مغفرت اور رضوان بھی۔ جبکہ دنیا کی زندگی تو محض دھوکے کا ایک عارضی سامان ہے۔

فرمان خلیفۂ وقت

بڑے خوف کا مقام ہے جو ہر عقلمند انسان کو ایک حقیقی مسلمان کو، خاص طور پر اس کو جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے اور صرف ظاہری طور پر ہی نہیں بلکہ عبادتوں اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کو ماننے کے لئے ایک درد اور کوشش ہونی چاہئے۔ کہنے والے تو کہہ دیں گے کہ ہم تو نماز میں بھی پڑھتے ہیں، عبادتیں کرتے ہیں، روزے بھی رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں پیدا کی ہیں اگر ان کے حصول کی کوشش کرتے ہیں تو اس میں کیا برائی ہے؟ ایک تو عبادتوں میں اخلاص و وفا ہونا چاہئے۔ یہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری عبادتیں بھی اخلاص و وفا والی ہونی چاہئیں۔ دوسرے نعمتوں سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حق بھی ادا کرنے چاہئیں۔ ہمارے ہاں کیا ہے؟ ملکوں کے بادشاہ سیروں پر جانے کے لئے جہازوں کا بیڑا ساتھ لے کے جاتے ہیں۔ بڑے بڑے ساز و سامان ساتھ لے کر جاتے ہیں۔ کئی ملین ڈالر کے اخراجات ان کے اوپر ہوتے ہیں اور اپنے ملک کے غریب ایسے بھی ہیں جن کو بعضوں کو ایک وقت کی روٹی بھی مشکل سے مل رہی ہے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دُوری ہے۔ ایک طرف اللہ تعالیٰ کا نام لینا اور دوسرے اس کا نام لے کر پھر اس کے جو حکم ہیں ان سے انکار کرنا، یہ پھر اللہ تعالیٰ کی سزا کا مورد بناتا ہے اور یہ لہو و لعب ہے۔ ظاہری کھیل کود ہے اور ظاہری زینت اور تفاخر ہے۔ اپنے مال کا ناجائز اظہار ہے۔

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 5 مئی 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- ایک معبود اللہ، محمد نبی (منظوم)
- Water for Life
- حضرت بابو اکبر علی رضی اللہ عنہ
- لاطینی امریکہ میں ایک روحانی سفر کا آغاز
- پردہ میں بے پردگی
- آؤ! اُردو سیکھیں

دربارِ خلافت

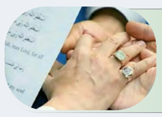

سفر کے دوران قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھنے کے حوالہ سے ہدایت

مؤرخہ 12/ جون 2022ء کو آسٹریلیا کے خدام سے ورچوئل ملاقات کی روئیداد

سوال: حضور! نماز کی شرائط میں سے ایک شرط قبلہ رخ کا ہونا ہے۔ لیکن جب ہم کسی سفر میں ہوتے ہیں تو قبلہ رخ کا خیال نہیں رکھتے۔ کیا یہ طریق درست ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ’’دیکھیں! جب آپ گاڑی میں بیٹھیں ہوئے ہیں یا جہاز میں بیٹھیں ہوئے ہیں تو کہاں سے قبلہ تلاش کرتے پھریں گے؟ جہاز پر اوپر اُڑ رہے ہیں اور قبلہ نیچے ہے۔‘‘

حضور نے ہاتھ کو نیچے کی طرف اُلٹا کر اشارہ سے مسکراتے ہوئے بتایا کہ ’’کیا اُلٹے لٹک کر نماز پڑھیں گے؟ اگر آپ کو پتہ بھی لگ جائے کہ یہاں قبلہ ہے۔ یا بسوں میں بیٹھے ہوئے آپ ڈرائیور کو کہیں گے کہ دو، تین سیٹیں خالی کرو میں نے (نماز پڑھنی ہے) اور اگلے موڑ پر آ کر بس کا رخ ادھر مڑ گیا (کسی اور طرف) تو کدھر جائیں گے؟ اسلام جو ہے، دینِ یُسر ہے، آسانی کا دین ہے۔ اسلام نے ہر situation کے لیے حل رکھا ہوا ہے۔ اگر تم سفر کر رہے ہو، خطرہ ہے اور سواری سے اتر نہیں سکتے۔ یا تمہارے اختیار میں نہیں ہے یا خطرے کی صورت حال ہے تو سواری میں بیٹھے بیٹھے نماز پڑھ لو۔ جدھر بھی سواری جا رہی ہے اس میں تم تصور کر لو کہ تمہاری توجہ کعبہ کی طرف ہے۔ اصل چیز تو دل کا تصور بھی ہے۔ تو وہ کعبہ کی طرف توجہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بھی سفر ہوتے تھے۔ اونٹوں پر سفر ہوتے تھے یا گھوڑوں پر سفر ہوتے تھے اور اگر سفر کے دوران ٹھہرنا ممکن نہیں ہوتا تھا تو چلتے چلتے نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ قبلہ جہاں مرضی ہو۔ تصور یہ ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہمارا قبلہ خانہ کعبہ ہی ہے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ نے سفر کے لیے آسانی پیدا کر دی۔ اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ غیر احمدی مولویوں کی طرح نہیں کہ اگر جہاز پر بیٹھے ہو تو دائیاں کندھا مشرق کی طرف کر لو۔ لیکن جب جہاز turn لے گا تو اس وقت کہاں جائے گا مشرق اور مغرب؟ یہ اُوٹ پٹا نگ باتیں ہیں۔ اسلام نے آسانی پیدا کی ہے۔ بنیادی چیز عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری عبادت کو نہ بھولو۔ وہ تمہیں وقت پر ادا کرنی چاہئے۔ اس کے لیے یہ سہولت دے دی کہ اگر تم سفر میں ہو تو دو نمازیں جمع کر لو، ظہر، عصر اور مغرب، عشاء جمع کر سکتے ہو۔ فجر علیحدہ پڑھنی ہے۔ قبلہ کی سہولت دے دی کہ ٹھیک ہے اگر تمہیں قبلہ نظر نہیں آ رہا تو جس طرف تمہارا منہ ہے اسی طرف منہ کر لو۔ جو باتیں تمہارے اختیار میں نہیں اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے آسانی پیدا کر دی۔ پس ہمیں تو خوش ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے آسانی دی ہے بجائے اس کے کہ اتنے rigid ہو جائیں کہ (یہ کہیں کہ) کیوں قبلہ رخ نماز نہیں پڑھی؟ تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑھتا۔ دل کا قبلہ ہونا چاہئے، دل کا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف ہونا چاہئے اور وہ یہی ہے کہ خانہ کعبہ ہی ہمارا قبلہ ہے۔ جب حالات نارمل ہو جائیں تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کھڑے ہو کر قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھی جائے۔ مجھے بتائیں کہ اگر آپ جہاز پر سفر کر رہے ہیں تو کس طرح قبلہ کا خیال رکھیں گے؟‘‘

جس پر خادم نے جواب دیا کہ ’’حضور! جہاز میں نہیں لیکن اگر گاڑی میں سفر کر رہے ہوں تو رک کے اگر نماز پڑھ لی جائے۔‘‘

جس پر حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: ’’اگر رک کر نماز پڑھ سکتے ہیں تو پڑھ لیں اچھی بات ہے۔ اگر وقت ایسا ہے اور خطرے والی بھی کوئی بات نہیں تو پھر کسی سروس سٹیشن پر رک جائیں یا کہیں جا کر رک کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن اگر وقت تھوڑا ہے اور پہنچنے کی جلدی بھی ہے اور راستے میں خطرے بھی ہو سکتے ہیں اور بعض اوقات مسائل بھی پیدا ہو سکتے ہیں، تو پھر گاڑی میں بیٹھے بیٹھے بھی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ پھر یہی ہے کہ چار آدمی اگر کار میں بیٹھیں ہیں تو ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر جو بیٹھا ہوا ہے، اس بندے کو امام بنا لیں۔ اسے کہیں کہ نماز پڑھا دو۔ وہ بھی جماعت ہو جائے گی۔ آنحضرت ﷺ نے اونٹوں پر چلتے ہوئے بھی باجماعت نمازیں پڑھائی ہوئی ہیں۔ تو اسی طرح روایتوں میں آتا ہے کہ اُونٹ پر بیٹھے ہوئے تھے آپ کے ساتھ دائیں، بائیں، پیچھے لائنوں میں لگے ہوئے تھے۔ اونٹوں کی، گھوڑوں کی سواریاں چل رہی تھیں اسی طرح آپ نماز پڑھا رہے تھے۔ لیکن اگر حالات ایسے ہیں جہاں آپ رک کر نماز پڑھ سکتے ہیں وہاں ضرور پڑھنی چاہئے۔ آپ کی نیت کیا ہے؟ اگر نیت یہ ہے کہ صرف نمازوں کو ٹالنا ہے تو وہ اور بات ہے۔ اگر نیت یہ ہے کہ ہم نے نماز بھی ادا کرنی ہے اور اللہ کی عبادت بھی کرنی ہے، جو حالات ہیں اس کے مطابق چلتے چلتے نماز پڑھنی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ معاف کرنیوالا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول کرنیوالا ہے۔‘‘

(روزنامہ الفضل آن لائن 15/ ستمبر 2022ء)

ایک معبود اللہ، محمد نبی

میرے نور العلیٰ کی یہ تقدیر ہے
یہ خدا اور محمد کی تصویر ہے
کوزہ گر کی محبت کی تعبیر ہے
ہر زمانے میں اس کی ہی تشہیر ہے
میرے روحِ رواں کی جو تدبیر ہے
ہر مسلماں کی شہ رگ پہ تحریر ہے
ایک معبود اللہ، محمد نبی

تم مساجد سے کلمہ مٹا دو تو کیا
تم مناروں بھی ان کے گرا دو تو کیا
چاند تاروں پہ پہرے بٹھا دو تو کیا
اس جہاں میں منادی کرا دو تو کیا
آسماں گیر نعرۂ تکبیر ہے
ہر مسلماں کی شہ رگ پہ تحریر ہے
ایک معبود اللہ، محمد نبی

خوں فقیروں کا ہر دم بہاتے ہو تم
قومِ فرعوں سے آگے ہی جاتے ہو تم
روحِ اسلام یکسر بھلاتے ہو تم
ظلم کرتے ہو، صبر آزماتے ہو تم
اپنا دستور الفت کی تعمیر ہے
ہر مسلماں کی شہ رگ پہ تحریر ہے
ایک معبود اللہ، محمد نبی

خود کو مولا کے ہم رنگ کرتے رہیں
آؤ! یک جان، یک روح بن کے رہیں
ہم محبت کے نغمات گاتے رہیں
دیں کی تبلیغ ہر آن کرتے رہیں
قلبِ مومن میں ہر دم جو تصویر ہے
ہر مسلماں کی شہ رگ پہ تحریر ہے
ایک معبود اللہ، محمد نبی

زاہدہ رحمٰن۔ ڈیٹرائٹ امریکہ

اداریہ

Water for Life

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 8/ اکتوبر 2022ء کو مسجد بیت الاکرام ڈیلس کی افتتاحی تقریب میں جماعت احمدیہ کی خدمت انسانیت کا ذکر کرتے ہوئے مہمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ

’’ہم نے Water for Life جیسے پروگرام بھی شروع کیے ہیں جن کے تحت دنیا کے دور افتادہ علاقوں میں پینے کا صاف پانی مہیا کیا جاتا ہے۔ گو صاف پانی کے ایک گلاس کو ہم معمولی سمجھتے ہیں لیکن ترقی پذیر دنیا کے لاکھوں لوگوں کے لیے یہ زندگی بدل دینے والا انقلابی تجربہ ہے۔‘‘

(رپورٹ: مکرم عبد الماجد طاہر مورخہ 8/ اکتوبر 2022ء قسط 13)

یہ کام جماعت احمدیہ کی ایک آرگنائزیشن ہیومینٹی فرسٹ کے تحت دنیا بھر بالخصوص افریقہ اور برصغیر کے Remote Areas میں جاری ہے۔ جہاں نلکے لگا کر شہریوں کو صاف ستھرا پانی مہیا کیا جاتا ہے جس کو افریقہ سیرالیون کے 2019ء کے دورہ میں خاکسار اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا۔ وہاں کے بچے اور خواتین جو پانی بھرنے آتے وہ بہت خوش نظر آتے اور جماعت احمدیہ کی انسانیت کی اس خدمت کو سراہتے اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

اس اسکیم کا نام Water for Life ہے جس کے معنی ہیں پانی زندگی کے لیے ضروری ہے۔ انسانی زندگی اور روحانی زندگی کے لیے مادی پانی اور روحانی پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس پر خاکسار اس سے قبل بھی دو ایک آرٹیکلز لکھ چکا ہے۔

انسان کی زندگی خواہ جسمانی ہو یا روحانی، پانی کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ حتیٰ کہ انسانی پیدائش بھی پانی کے ذریعے ہوئی ہے۔ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَجَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ کُلَّ شَیۡءٍ حَیٍّ

(الانبیاء: 21)

اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی۔

وَاللّٰہُ خَلَقَ کُلَّ دَآبَّۃٍ مِّنۡ مَّآءٍ

(النور: 46)

اور اللہ نے ہر چلنے پھرنے والے جاندار کو پانی سے پیدا کیا۔

وَھُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ مِنَ الۡمَآءِ بَشَرًا

(الفرقان: 55)

اور وہی ہے جس نے پانی سے بشر کو پیدا کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے انسانی زندگی کا پانی سے تعلق ہے کو سورۃ الرعد کے تعارفی نوٹ میں یوں تحریر فرمایا ہے:

’’ایک دوسرا اہم مضمون اس سورت میں یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے شفاف پانی سے زمین کی ہر چیز کو زندگی عطا کی ہے۔ سمندر کا پانی تو انتہائی کھاری ہوتا ہے کہ اس سے خشکی پر بسنے والے جانور اور نباتات زندگی حاصل کرنے کی بجائے موت کا شکار ہو جاتے۔ اس میں سمندر کے پانی کو نتھار کر بلند پہاڑوں کی طرف لے جانے اور پھر وہاں سے اس کے برسنے اور سمندر کی طرف واپس پہنچتے پہنچتے ہر طرف زندگی بکھیرنے کے نظام کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ اس نظام کا بہت گہرا تعلق آسمانی بجلیوں سے ہے جو سمندر سے بخارات اٹھنے کے نتیجہ ہی میں پیدا ہوتی ہیں اور پانی بھی بادلوں کے درمیان بجلی کے لپکوں کے بغیر قطروں کی صورت میں زمین پر نہیں برس سکتا۔ یہ بجلی کے کڑکے بعض دفعہ ایسے ہولناک ہوتے ہیں کہ بعضوں کے لئے وہ زندگی بخش ہونے کی بجائے ان کی ہلاکت کا موجب بن جاتے ہیں۔‘‘

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 399)

- پانی کے تعلق میں اللہ تعالیٰ نے سمندر کے پانی کو مخلوق کے فائدہ کے لیے لکھا ہے۔ جیسے سورۃ النحل آیت 15 میں اللہ تعالیٰ نے مچھلیوں اور قیمتی چیزوں کا ذکر فرمایا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَھُوَ الَّذِیۡ سَخَّرَ الۡبَحۡرَ لِتَاۡکُلُوۡا مِنۡہُ لَحۡمًا طَرِیًّا وَّتَسۡتَخۡرِجُوۡا مِنۡہُ حِلۡیَۃً تَلۡبَسُوۡنَہَا

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے سمندر کو مسخر کیا تا کہ تم اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ اور اس میں سے تم زینت کی چیزیں نکالو جنہیں تم پہنتے ہو۔

- اسی طرح پانی میں کشتیاں چلنے اور اس کے ذریعہ سفر کرنے کا ذکر سورۃ الجاثیہ آیت 13 میں بھی ہے۔ گویا پانی کا استعمال یا فائدہ اس رنگ میں بھی استعمال کیا ہے۔ پرانے وقتوں میں مال برداری پانی ہی کے ذریعہ ہوتی تھی اور آج بھی مغربی دنیا میں نہروں کو مال برداری کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔
- ہاں اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی نازل کرنے کا ذکر متعدد بار قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ بارشوں کے ذریعہ جو پانی اترتا ہے اس سے زمین زرخیز ہوتی ہے۔ پھول پھل لاتی ہے چاروں طرف سرسبز اور ہریالی ہوتی ہے۔ نباتات اُگتی ہیں۔ فصلیں ہری بھری ہوتی ہیں۔ بالخصوص بارانی علاقوں میں بارش وہاں کے مقیم حضرات کے لیے ایک خوشی کی نوید لے کر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو یوں بیان فرماتا ہے۔

الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الۡاَرۡضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّاَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخۡرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزۡقًا لَّکُمۡ

(البقرۃ: 23)

ترجمہ: جس نے زمین کو تمہارے لئے بچھونا اور آسمان کو (تمہاری بقا کی) بنیاد بنایا اور آسمان سے پانی اُتارا اور اس کے ذریعہ ہر طرح کے پھل تمہارے لئے بطور رزق نکالے۔

وَھُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخۡرَجۡنَا بِہٖ نَبَاتَ کُلِّ شَیۡءٍ فَاَخۡرَجۡنَا مِنۡہُ خَضِرًا نُّخۡرِجُ مِنۡہُ حَبًّا مُّتَرَاکِبًا ۚ وَمِنَ النَّخۡلِ مِنۡ طَلۡعِہَا قِنۡوَانٌ دَانِیَۃٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنۡ اَعۡنَابٍ وَّالزَّیۡتُوۡنَ وَالرُّمَّانَ مُشۡتَبِہًا وَّغَیۡرَ مُتَشَابِہٍ ؕ اُنۡظُرُوۡۤا اِلٰی ثَمَرِہٖۤ اِذَاۤ اَثۡمَرَ وَیَنۡعِہٖ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکُمۡ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۰۰﴾

(الانعام: 100)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا۔ پھر ہم نے اس سے ہر قسم کی روئیدگی پیدا کی۔ پھر ہم نے اس میں سے ایک سبزہ نکالا جس میں سے ہم تہ بہ تہ بیج نکالتے ہیں اور کھجور کے درختوں میں سے بھی ان کے خوشوں سے بھرپور جھکے ہوئے تہ بہ تہ پھل اور اسی طرح انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار، ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی اور نہ ملتے جلتے بھی۔ ان کے پھلوں کی طرف غور سے دیکھو جب وہ پھل دیں اور ان کے پکنے کی طرف۔ یقیناً ان سب میں ایک ایمان لانے والی قوم کے لئے بڑے نشانات ہیں۔

(ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

- یہ بارش سرد اور برفانی علاقوں میں Snow fall (برف) کی صورت میں نازل ہوتی ہے جو گلیشیئرز بن جاتے ہیں اور موسم گرما میں پگھل کر نہروں، کھالوں، دریاؤں اور سمندروں میں پانی کے اضافہ کا موجب بنتے ہیں اور انسان کی زندگی کو رواں رکھنے میں ممد ثابت ہوتے ہیں۔ ان برفانی پہاڑوں اور گلیشیئرز میں بھی انسانی زندگی کے آثار موجود ہوتے ہیں۔

روحانی پانی کی ضرورت

آئیں! دیکھتے ہیں کہ جس طرح انسان کی حیات کے لیے مادی پانی کی اشد ضرورت ہوتی ہے اور واٹر فار لائف اس کی زندگی پر صادق آتا ہے۔ اسی طرح ایک مومن کی روحانی زندگی کے لیے انبیاء، مرسلین، مجددین اور صلحاء کی صورت میں روحانی پانی کی اشد ضرورت ہے۔ یہ ضرورت تا قیامت جب تک انسانی زندگی جاری و ساری ہے مسلّمہ رہے گی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سورۃ ہود کی آیت 8 کَانَ عَرۡشُہٗ عَلَی الۡمَآءِ کی تفسیر میں فٹ نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں:

’’کَانَ عَرۡشُہٗ عَلَی الۡمَآءِ سے یہ مراد نہیں ہے کہ نعوذ باللہ خدا کی روح پانی پر تیر رہی تھی۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ اس نے تمام زندگی کی بنا (بنیاد) پانی سے ڈالی ہے اور روحانی زندگی بھی روحانی پانی پر منحصر ہے جو آسمان سے انبیاء پر اتارا جاتا ہے۔‘‘

(فٹ نوٹ: قرآن کریم اردو ترجمہ صفحہ 356)

گویا انبیاء اور رسول خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ روحانی پانی ہوتے ہیں اور ان پر وحی، الہامات، سچی خوابوں اور کشوف کے ذریعہ روحانی پانی نازل کیا جاتا ہے۔ اس روحانی پانی سے اسی طرح فائدہ اٹھانا ضروری ہے۔ یا یوں کہہ لیں کہ یہ روحانی پانی انسان کی روحانی زندگی کے لیے اسی طرح ضروری ہے جیسے مادی پانی۔ یہ مادی پانی انسان کے اندر سے ختم ہو جائے تو موت واقع ہو جاتی ہے اسی طرح اگر کسی کا خدا کے فرستادے سے رابطہ منقطع ہو جائے تو وہ بھی بظاہر مردہ ہی ہوتا ہے۔ ہم بار ہا سابقہ قوموں کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں جنہوں نے اس روحانی پانی سے استفادہ نہیں کیا اور وہ صفحہ ہستی سے مٹادی گئیں۔ جن کا ذکر قرآن کریم میں بار بار ملتا ہے۔ اسی مضمون کو خاکسار نے گزشتہ دنوں پاکستان کے ملاؤں پر چسپاں کیا تھا کہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی صورت میں روحانی پانی سے فیض نہیں پایا بلکہ اس کی نمائندگی میں جاری روحانی پانی کو اپنے سے الگ کر دیا۔ جس کی وجہ سے مصائب اور مشکلات نے پاکستان میں ڈیرے ڈال رکھے ہیں اور ان سے دُور ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے۔ کہیں سیلاب، کہیں زلزلے، کہیں قتل و غارت اور مہنگائی کا عذاب۔ جبکہ برطانیہ اور دنیا کے دیگر علاقے اس روحانی پانی سے فیضیاب ہو رہے ہیں اور اپنے آپ کو اس روحانی پانی سے سیراب کر رہے ہیں کہ ہم نے امریکہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ کے دوران اپنوں اور غیروں میں یکساں طور پر اترتے اور سیراب کرتے

بقیہ صفحہ 5 پر

غلام مصباح بلوچ۔ استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

حضرت بابو اکبر علی رضی اللہ عنہ

صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت بابو اکبر علی رضی اللہ عنہ اصل میں ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے لیکن محکمہ ریلوے میں ملازمت کے سلسلے میں مختلف جگہوں پر متعین رہے۔ آخر ہجرت کر کے قادیان آگئے اور دارالعلوم میں رہائش رکھی۔ آپ نے 1906ء یا 1907ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی توفیق پائی اور سلسلہ احمدیہ کے ایک مخلص وجود ثابت ہوئے۔ آپ کی بیان کردہ روایات جماعتی لٹریچر میں محفوظ ہیں، آپ بیان کرتے ہیں:

’’میں جب پہلی دفعہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے ساتھ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملنے کے لئے گیا تو آپ اس وقت داڑھی کو مہندی لگائے ہوئے چارپائی پر بیٹھے تھے۔ میں نے السلام علیکم کہہ کر مصافحہ کیا تو آپ نے مجھے کھینچ کر اپنے پاس چارپائی پر بٹھالیا۔ میں نے بہتیرا کہا کہ حضور میں نیچے بیٹھتا ہوں، جہاں مفتی محمد صادق صاحب بیٹھ گئے تھے۔ آپ فرمانے لگے۔ ’’نہیں آپ ہمارے مہمان ہیں۔ آپ ہمارے پاس بیٹھیں۔‘‘ اور مجھے اپنے پاس چارپائی پر بٹھا لیا۔

مجھ سے دریافت فرمانے لگے کہ ’’آپ کے والد یا کوئی اور رشتہ داروں میں سے بھی احمدی بھی ہے یا نہیں‘‘؟ میں نے عرض کیا کہ حضور وہ تو آپ کے سخت مخالف ہیں خاص کر میرے والد تو آپ کے سخت مخالف ہیں۔ اس سے تھوڑا عرصہ پہلے حقیقۃ الوحی چھپی تھی اور ایک نسخہ آپ کی چارپائی پر پڑا ہوا تھا۔ آپ نے اس کتاب کو ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ آپ یہ کتاب لے جائیں اور اپنے والد صاحب کو پڑھنے کے لئے دیں۔ ہم نے اس کتاب میں ہر اُس شخص کے لئے جس کے پاس یہ کتاب پہنچے قسمیں ڈالی ہیں کہ وہ اس کتاب کو شروع سے لے کے آخر تک ایک بار سچے دل سے پڑھے اور ہمیں یقین ہے کہ جو ایک دفعہ اس کو شروع سے آخر پڑھے گا وہ ضرور ہمیں مان لے گا۔

میں نے عرض کیا کہ حضور وہ تو آپ کی کتابوں کو ہاتھ لگانا گناہ سمجھتے ہیں۔ فرمانے لگے ’’آپ ان سے کہیں کہ ہماری کتاب کو ہاتھ لگانا گناہ ہوتا تو مولوی ثناء اللہ صاحب جو ہمارے اتنے بڑے سخت مخالف ہیں اگر ہماری کتابوں کو نہ پڑھیں تو ہم پر وہ اعتراض کس طرح کر سکتے ہیں؟‘‘ پھر فرمانے لگے آپ ان سے کہیں کہ ’’میں آپ کا فرزند ہوں اور آپ کے خیال میں مجھے ایک روحانی بیماری ہوگئی ہے اور اگر مجھے کوئی جسمانی بیماری ہو جاتی تو آپ میرے علاج کے لئے ڈاکٹروں کے پاس جاتے روپیہ خرچ کرتے اور اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کرتے کہ کسی طرح مجھے شفا ہو جائے۔ اس لئے آپ کا فرض ہے کہ آپ میری اس روحانی بیماری کے علاج کے لئے ہر ممکن کوشش کریں۔ جس کا سب سے سہل علاج ہے کہ آپ (حضرت) مرزا صاحب کی کتابیں بغور پڑھیں اور پھر جسمانی بیماری کا تعلق تو صرف میرے تک ہی محدود رہتا۔ مگر اس حالت میں اگر میں حقیقتاً بیمار ہوں تو میری اولاد اور اُن کی اولاد اور قیامت تک لاکھوں انسان جو میری نسل سے پیدا ہوں گے، آپ کے خیال میں دوزخ میں جائیں گے۔ اس لئے آپ ان سب کو بچانے کے لئے مرزا صاحب کی کتابیں پڑھیں۔ تو اللہ تعالیٰ آپ پر حق کھول دے گا۔‘‘ پھر فرمایا ’’میں نے یہ کتاب بطور تعزیرات ہند کے لکھی ہے۔ جس طرح اس میں دفعات کے نمبر ہیں۔ میں نے بھی اس میں نشانات کے نمبر لگا دیئے ہیں۔‘‘

پھر مجھ سے پوچھا کہ ’’آپ کتنی رخصت لے کر آئے ہیں۔‘‘ میں نے عرض کیا کہ ایک مہینہ کی۔ فرمانے لگے ’’اس مہینہ میں سے ہمارے حصہ میں کتنے دن آئے ہیں؟‘‘ (آپ کے محبت بھرے الفاظ جب مجھے یاد آتے ہیں تو مجھے رقت طاری ہو جاتی ہے) پھر فرمایا کہ ’’ہمارا دل تو چاہتا ہے کہ آپ اور چھٹی لے لیں اور یہاں ہمارے پاس کچھ عرصہ ٹھہریں۔‘‘

اس کے بعد میری ملازمت کے حالات مجھ سے دریافت فرماتے رہے کہ کیا تنخواہ ملتی ہے، کیا کام کرنا پڑتا ہے۔ حتیٰ کہ چھوٹی چھوٹی باتیں بھی دریافت فرمائیں۔ گویا آپ میرے حالات سے پورے طور پر واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

الغرض میں وہ کتاب (حقیقۃ الوحی) لے کر گیا اور اپنے والد ماجد کو پڑھنے کے لئے دی۔ وہ کہنے لگے کہ میں تو اس گندی کتاب کو (معاذ اللہ) ہاتھ لگانا بھی گناہ سمجھتا ہوں۔ جس پر میں نے حضرت صاحب کے فرمانے کے مطابق سب کچھ عرض کیا۔ میرے والد صاحب نے کتاب لے کر چند اوراق ادھر اُدھر سے پڑھے۔ پھر وہ کتاب ہمارے گاؤں کا ایک نوجوان مولوی جس کو اُنہوں نے دوسرے مولوی کو ملازم رکھ کر پڑھایا تھا، پڑھنے کے لئے دی اور کہا کہ آپ اس کتاب کو بغور پڑھیں اور پھر اپنی رائے اس کے متعلق دیں۔ اُس بدقسمت نوجوان مولوی نے کتاب کو پڑھ کر والد صاحب کو کہا کہ یہ کتاب تو ایسی ہے جیسا کہ حلوے میں زہر۔ خدا کی شان کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے اُسے اُسی رنگ میں زہر پلا دیا یعنی ایک زہریلے سانپ نے اُسے مسجد میں کاٹا کہ اُس کے سارے جسم سے پھٹ پھٹ کر خون بہتا تھا۔ جس سے وہ دوسرے دن راہی مُلکِ عدم ہو گیا۔

(الحکم 21/ ستمبر 1935ء صفحہ 4-5)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے مزید حالات بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

’’جب میں پہلی دفعہ حضرت صاحب کے پاس آیا تھا تو میں امرتسر سے خاص طور پر تلاش کر کے بڑے بڑے آم جہاں جہاں سے مجھے مل سکے تحفتاً لایا تھا۔ جب میں اپنے کام پر واپس گیا تو میری بیوی ان دنوں حاملہ تھی..... اُس نے حضرت صاحب کی خدمت میں دُعا کے لئے ایک خط لکھا جس میں اس نے مفصّل حال عرض کیا اور پھر اسے خیال پیدا ہوا کہ چونکہ حضرت صاحب کے خطوط کے جواب ہمیشہ مفتی محمد صادق صاحب دیتے ہیں۔ اس لئے شاید میرا یہ خط بھی حضور جواب کے لئے مفتی صاحب کو دے دیں اور عورتیں چونکہ ہمیشہ اپنے ایسے حالات دوسروں پر ظاہر ہونے سے شرم محسوس کرتی ہیں اس لئے اس کا دل چاہا کہ حضرت کو لکھ دوں کہ اس خط کا جواب حضور اپنے ہاتھ سے دیں اور کسی دوسرے کو میرا خط نہ دکھائیں۔ مگر بعد میں اسے خیال آیا کہ نبی کو ایسا لکھنا بے ادبی میں داخل ہو گا کیونکہ اس میں ایک حکم کا رنگ پایا جاتا ہے اس ادب کے لحاظ سے اس نے یہ نہ لکھا۔ میری اہلیہ کا خط میز پر دیکھ کر حضور نے حضرت اُمّ المؤمنین صاحبہ سے دریافت فرمایا کہ ’’اس طرح ایک عورت کا خط آیا ہے جس کا نام حاکم بی بی ہے مجھے یاد نہیں پڑتا کہ وہ کب یہاں آئے تھے۔ اگر آپ کو یاد ہو تو بتائیں۔‘‘ حضرت اُمّ المؤمنین صاحبہ نے فرمایا کہ وہ جو بڑے بڑے آموں کا ٹوکرا لائے تھے۔ اس سے حضرت صاحب کو یاد آ گیا اور آپ نے بیت الدعا میں جاکر خاص طور پر میری بیوی کے لئے دُعا فرمائی اور اُس خط کا جواب لکھا کہ

’’میں نے آپ کے لئے بہت دُعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر طرح آسانی دے گا۔‘‘ نیز نصیحت فرمائی کہ ’’آپ اپنے لئے، اپنے بچے کے لئے، اپنے خاوند کے لئے، اپنے ماں باپ کے لئے، اپنے بھائی بہنوں کے لئے، عزیز رشتہ داروں کے لئے نماز کے سجدوں میں اپنی زبان میں بہت دعائیں کیا کریں۔‘‘ خط کے آخر میں لکھا کہ ’’یہ خط میں نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے کسی سے نہیں لکھایا۔‘‘ گویا دوسرے رنگ میں میری بیوی کی جو خواہش تھی کہ حضور اپنے ہاتھ سے خط لکھیں وہ بھی پوری ہوگئی اور اُس کا جواب بھی آ گیا۔

میری بیوی کا والد فوت ہو گیا تو اُس کو بہت رنج ہوا۔ مگر ہم رُخصت پر بجائے اس کے کہ پہلے گھر جاتے سیدھے قادیان آئے۔ واپسی پر میری بیوی نے مجھ سے ذکر کیا اب مجھے اپنے والد کے فوت ہونے کا صدمہ نہیں رہا۔ کیونکہ اب اللہ تعالیٰ نے اپنے والد سے بڑھ کر ایک والد دے دیا ہے۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) اور یہ بالکل حقیقی بات ہے کہ آپ کی محبت دل میں ایسا گھر کر جاتی ہے کہ جسمانی تعلقات اور رشتہ داریاں آپ کے سامنے ہیچ نظر آتی تھیں۔

(الحکم 21/ ستمبر 1935ء صفحہ 4-5 رجسٹر روایات صحابہ نمبر 7 صفحہ 260-265)

انڈین ریلوے میں انسپکٹر آف ورکس کی تعیناتی عام طور پر بڑے ریلوے سٹیشنز یا جنکشنز پر ہوتی تھی اور یہ ریلوے کی عمارتوں کی تعمیر اور دیکھ بھال بشمول اسٹاف کوارٹرز، ان عمارتوں کو پانی کی فراہمی، ریلوے اراضی پر تجاوزات کی روک تھام وغیرہ کے انچارج ہوتے تھے۔ حضرت بابو اکبر علی صاحبؓ اسی انسپکٹر آف ورکس کی پوسٹ پر فائز تھے اور اس سلسلے میں روہڑی (سندھ)، کشن گنج (دہلی) اور جہلم وغیرہ سمیت مختلف سٹیشنز پر ملازمت کی۔ آپ بسلسلہ ملازمت جہاں بھی رہے تبلیغی کاموں میں کوشاں اور جماعتی لحاظ سے فعّال رہے، جماعتی لٹریچر میں ان خدمات کے لحاظ سے بھی آپ کا ذکر محفوظ ہے۔ آپ کے متعلق لکھا ہے: ’’انجمن احمدیہ روہڑی سندھ نے ایک ٹریکٹ بنام ’’انکشاف حقیقت‘‘ سندھی زبان

میں شائع کیا ہے، جو صاحب چاہیں 1/ کا ٹکٹ بھیج کر جناب بابو اکبر علی صاحب انسپکٹر ورکس ریلوے سٹیشن روہڑی سندھ بنگلہ نمبر 5 سے طلب کر لیں۔‘‘

(الفضل 11/ مارچ 1920ء صفحہ 2 کالم 2)

روہڑی اور سکھر کا علاقہ کھجوروں کے حوالے سے مشہور ہے، حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ جب تبلیغ اسلام کے لیے انگلستان تشریف لے گئے تو آپ نے یہاں سے کھجوروں کا تحفہ ان کی خدمت میں بھجوایا، حضرت مفتی صاحبؓ ایک جگہ لکھتے ہیں: ’’.... بابو اکبر علی صاحب ہیں جو ہر ڈاک میں عاجز کو یاد فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے صدق اور اخلاص کی خود ہی جزاء ہو۔ پارسل کھجوروں کا جو اُنہوں نے ارسال فرمایا تھا، وہ بہت جگہ تالیف قلب اور تبلیغ کا ذریعہ بنا۔‘‘

(الفضل 25/ جنوری 1919ء صفحہ 7)

وسط 1920ء میں آپ کا تبادلہ کشن گنج دہلی ہوگیا۔ (الفضل 19 اگست 1920ء صفحہ 2 کالم 2) معلوم ہوتا ہے کہ آپ دہلی میں کچھ عرصہ رہنے کے بعد دوبارہ روہڑی آ گئے تھے جس کے بعد پھر دہلی میں تبدیلی ہوگئی چنانچہ 1927ء میں آپ کا ذکر پھر روہڑی کے حوالے سے ملتا ہے۔ اخبار الفضل ’’قبولیت دعا کا تازہ نشان‘‘ کے تحت لکھتا ہے:

’’شہر روہڑی علاقہ سندھ میں ایک عجیب واقعہ رونما ہوا ہے..... اس جگہ پر ایک محمد عارب صاحب نامی سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ سلسلہ میں داخل ہونے کے قریباً دو ماہ بعد ان پر نمونیہ کا حملہ ہوا، کئی دن تک وہ بیمار رہے۔ ان کے بھائی چودھری امید علی وغیرہ (غیر احمدی) ان کی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ایک دن ان کے بھائی نے جناب بابو اکبر علی صاحب آئی – او – ڈبلیو سیکرٹری جماعت احمدیہ روہڑی کو بلا بھیجا کہ آپ آئیں اور کسی طرح ڈاکٹر سے گھر لے جانے کی اجازت لے دیں کیونکہ یہ اب بچ نہیں سکتے۔ جناب بابو صاحب ان کے مکان پر پہنچے تو ڈاکٹر صاحب اندر سے نکلے۔ انہوں نے پوچھا مریض کا کیا حال ہے؟ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا: ڈبل نمونیہ ہے، بچنے کی کوئی امید نہیں۔ بابو صاحب اندر گئے، سب اہل خانہ پر سراسیمگی چھائی ہوئی تھی، بیمار بے ہوش پڑا تھا اور موت کے منہ میں نظر آتا تھا۔ سب مایوس ہو چکے تھے۔ امید علی صاحب نے بابو صاحب سے کہا اب آپ ہم کو کسی فقیر کے پاس لے چلیں تا اس سے دعا کرائیں، دوائیں تو اَب بیکار ہیں۔ اس پر بابو صاحب کی مومنانہ غیرت نے جوش مارا۔ آپ نے فرمایا اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلاموں سے بڑھ کر کون فقیر ہوسکتا ہے، آؤ ہم دعا کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے دعا شروع کر دی اور سب حاضرین نے بھی آپ کے ساتھ ہاتھ اٹھائے۔ آپ کی دعا فوراً شرف قبولیت پا گئی .... چنانچہ وہ ایک دن میں چلنے پھرنے لگ گیا اور اس کا مرض کافور ہوگیا۔‘‘

(الفضل 8/ نومبر 1927ء صفحہ 1)

اس کے بعد پھر دہلی ٹرانسفر ہوئے اور حسب سابق اپنی ملازمت کے ساتھ جماعت کے کاموں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، دہلی میں چھ سال رہنے کے بعد آپ کا تبادلہ جہلم ہوگیا۔ جہلم روانہ ہوتے وقت جماعت احمدیہ دہلی نے آپ کو ایک الوداعیہ دیا جس کی رپورٹ کرتے ہوئے سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ دہلی لکھتے ہیں:

’’جناب مولوی اکبر علی صاحب انسپکٹر آف ورکس ریلوے و جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ..... قریباً چھ برس دہلی میں رہے اور احباب جماعت سے انتہائی محبت اور شفقت کا سلوک رکھا۔ باوجود بہت سی مصروفیتوں کے دینی خدمات کو ہمیشہ مقدم رکھا اور سلسلہ کے سب کاموں میں دلچسپی لی۔ آپ کے قیام دہلی کے دوران میں تقریباً 16 ٹریکٹ انجمن کی طرف سے شائع ہوئے جن میں سے بعض دوسری مرتبہ بھی طبع کرائے گئے، یہ تمام ٹریکٹ جن کی تعداد تقریباً 50 ہزار ہوتی ہے، آپ کے خرچ پر شائع ہو کر تقسیم ہوتے رہے، چونکہ اکثر ٹریکٹ ختم ہو چکے تھے اس لئے آپ نے روانگی کے وقت مبلغ پچاس روپے مزید اس کار خیر کے لیے عطا فرمائے تا بعض ضروری ٹریکٹ پھر طبع کرا کر تقسیم کیے جائیں۔ یہ آپ کی ایسی امداد ہے جس کو جماعت احمدیہ دہلی ان شاء اللہ کبھی فراموش نہیں کرسکتی .....

(الفضل 10/ جون 1934ء صفحہ 2)

ریٹائرمنٹ کے بعد آپ ہجرت کر کے قادیان آ گئے اور دار العلوم میں رہائش رکھی۔ آپ نے قادیان میں گلاس فیکٹری اور ہوزری جیسے اقدام کرتے ہوئے صنعتی ترقی کے لیے اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے 30/ اگست 1943ء کو وفات پائی، حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ان دنوں ڈلہوزی میں تھے، قادیان میں حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے جنازہ پڑھایا اور مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے۔

(الفضل یکم ستمبر 1943ء صفحہ 1)

آپ کی وفات پر حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ نے (الفضل 7/ ستمبر 1943ء صفحہ 4) اور آپ کے سمدھی حضرت ملک مولا بخش صاحب رضی اللہ عنہ (وفات: اکتوبر 1949ء) نے بھی مضمون لکھے۔

(الفضل یکم اکتوبر 1943ء صفحہ 4)

آپ نے دو شادیاں کیں۔ پہلی بیوی حضرت حاکم بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے 14/ جون 1914ء بعمر 34 سال وفات پائی اور بوجہ موصیہ ہونے کے بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئیں۔ آپ کی دوسری اہلیہ محترمہ اقبال بیگم صاحبہ آف آدورائے ضلع گوجرانوالہ (بیعت: 1914ء- وفات: 13/ جولائی 1957ء) بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہیں۔

آپ کے پڑپوتے محترم ندیم احمد کرامت صاحب لندن نے آپ کی اولاد کی تفصیل یوں دی ہے:

- پہلی بیوی سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹے عطا کیے۔

1. ڈاکٹر کرنل محمد عطاء اللہ صاحب نائب صدر فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ (وفات 28/ نومبر 1977ء)۔ اہلیہ اول بشیر بی بی صاحبہ۔ اہلیہ ثانی قمر النساء صاحبہ
2. چودھری محمد کرامت اللہ صاحب کراچی (وفات 26/ مئی 1967ء)۔ اہلیہ آمنہ بیگم صاحبہ
3. چودھری محمد ضیاء اللہ صاحب۔ اہلیہ اول مبارکہ بیگم صاحبہ۔ اہلیہ ثانی محمودہ بیگم صاحبہ

- دوسری بیوی سے آپ کے 6 بیٹے اور 5 بیٹیاں ہوئیں۔

1. چودھری محمد انعام اللہ صاحب۔ اہلیہ محمودہ ثروت صاحبہ
2. سعیدہ بیگم صاحبہ۔ خاوند صوفی غلام اللہ صاحب
3. حمیدہ بیگم صاحبہ۔ خاوند لیفٹننٹ کرنل محمد شریف احمد صاحب
4. چودھری محمد اکرام اللہ صاحب۔ اہلیہ امۃ الحئی صاحبہ
5. احسان اللہ صاحب۔ (یہ بارہ سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے)
6. فہمیدہ بیگم صاحبہ۔ خاوند میجر عبد اللطیف صاحب
7. فلائٹ لیفٹننٹ اعزاز اللہ صاحب۔ (یہ جواں سالی میں طیارے کے حادثے میں وفات پا گئے تھے)
8. رشیدہ بیگم صاحبہ۔ خاوند اصغر حسین خان صاحب
9. محمد مطیع اللہ صاحب۔ اہلیہ فائزہ بیگم صاحبہ
10. محمد احسان اللہ راٹھور صاحب۔ اہلیہ عفت بیگم صاحبہ
11. ڈاکٹر محمودہ بیگم صاحبہ۔ خاوند محمد سلیمان مبشر صاحب

بقیہ: Water for Life...... از صفحہ 3

دیکھا۔ جن کی جھلک مکرم عبد الماجد طاہر ایڈیشنل وکیل التبشیر کی رپورٹس میں دیکھنے کو ملتی رہی۔

یہی روحانی پانی مومنوں کو اس حد تک سیراب کرتا ہے کہ یہ ان کی آنکھوں سے نمازوں میں اور خوف خدا کے تناظر میں آنسوؤں کی صورت میں نکلتا ہے جو اس کی نسلوں کو انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر جماعتوں کو سیراب کرتا ہے۔ یہی وہ چند قیمتی قطرے ہوتے ہیں جن کے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

’’اللہ تعالیٰ کو دو قطروں اور نشانات سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہیں ایک اللہ کے خوف سے بہنے والا آنسو کا قطرہ اور دوسرا اللہ کے راستے میں بہنے والا خون کا قطرہ۔‘‘ (ترمذی)

اس مضمون یعنی مادی پانی اور روحانی پانی کی قدر نہ کرنے کی صورت میں جو نقصان اٹھانے پڑتے ہیں کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ یوں بیان فرماتے ہیں۔

’’اگرچہ زندگی کا پانی آسمان سے اُترتا ہے اور اس کے بار بار آسمان سے نازل کرنے کا نظام موجود ہے لیکن اگر کسی بنا پر بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ سبق سکھانا چاہے تو وہ اس بات پر قادر ہے کہ اس پانی کو لے جائے۔ اس کی دو صورتیں ہیں یا تو یہ کہ پانی بار بار آسمان کی بلندیوں سے واپس کرنے کا جو نظام ہے اس میں اللہ تعالیٰ کوئی تبدیلی فرما دے جیسا کہ ابتدائے آفرینش میں زمین کا پانی مسلسل بخارات کی صورت میں آسمانوں کی طرف بلند ہوتا رہا اور جب برستا تھا تو درمیانی گرم فضا کے نتیجہ میں پھر واپس عروج کر جاتا تھا اور دوسری صورت وہ ہے جو عام مشاہدہ میں آتی ہے کہ جب پانی زمین میں گہرا اُتر جائے تو پھر گہرے کنوؤں کہ تہ سے بھی نیچے غائب ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد پھر پانی کے مضمون کو آگے بڑھا کر اُن کشتیوں کا ذکر ہے جو پانیوں پر چلتی ہیں اور اس نسبت سے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کشتی کا ذکر بھی آیا ہے کہ پانی کی سطح پر بلند رہنے کی استطاعت کشتیوں کو تبھی نصیب ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ کا اِذن ہو۔ بلند سے بلند طوفان میں بھی کشتیاں پانی کی سطح پر بلند ہوتی رہتی ہیں اور معمولی سے طوفان میں غرق بھی ہو جاتی ہیں۔ جب قومیں آسمانی پانی سے جو روحانی طور پر ان پر نازل کیا جاتا ہے ناشکری سے پیش آتی ہیں تو دنیاوی پانی کی طرح اس سے بھی اللہ انہیں محروم کر دیتا ہے اور یہ امر بھی ان کو فائدہ نہیں پہنچاتا کہ موسلا دھار بارش کی طرح مسلسل رسول ان میں آتے رہے ہیں بلکہ سب کے انکار پر وہ مُصر رہتے ہیں۔‘‘

(ترجمہ: قرآن کریم مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 577)

(ابوسعید)

اقبال احمد نجم۔ لندن

لاطینی امریکہ میں ایک روحانی سفر کا آغاز

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرمایا تھا کہ ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بھی اس علاقہ کے متعلق جسے لاطینی امریکہ بھی کہا جاتا ہے 4/ مئی 1944ء کو ایک رؤیاء دیکھی تھی جو اخبار الفضل 11/ مئی 1944ء میں شائع شدہ موجود ہے۔آپ فرماتے ہیں:

''آج رات میں نے ایک اور رؤیا دیکھی جو عجیب قسم کی ہے کہ اس کی تعبیر اس وقت تک سمجھ میں نہیں آئی۔اس رؤیا سے میرے دل میں بہت افسردگی ہے۔میں نے دیکھا کہ کوئی شخص ہے جو کسی غیر مذہب کا آدمی معلوم ہوتا ہے لیکن جس جگہ پر وہ ہے اس جگہ پر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے احمدیوں کی حکومت ہے اور اس کے متعلق حکومت نے کوئی فیصلہ کیا ہے۔ اس شخص نے کوئی سیاسی جرم کیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے اس جرم کی بناء پر حکومت نے اس کے خلاف فیصلہ صادر کیا اور اس کے لئے اسے پھانسی کا تو حکم نہیں دیا گیا مگر حکومت کی طرف سے کوئی سزا اس کے لئے ضرور تجویز کی گئی ہے۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ چند لوگوں نے حکومت کی طرف سے اس کو پکڑا ہوا ہے اور وہ اس طرح اس کے پیٹ کی کھال چیر رہے ہیں جس طرح بکرے کی کھال اتاری جاتی ہے اس وقت مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ شخص جسے سزا مل رہی ہے کہہ رہا ہے (مجھے اس کا فقرہ تو صحیح طور پر یاد نہیں مگر اس کا مفہوم یہ تھا) کہ یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ کی گورنمنٹ اس پر اعتراض کرے گی۔ میں بھی اسی جگہ ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں احمدیوں کی حکومت ہے۔ جب اس نے یہ کہا کہ یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ کی گورنمنٹ اس پر اعتراض کرے گی تو میں کہتا ہوں یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ کو اعتراض کرنے کا کیا حق ہے یہ جنوبی امریکہ کا علاقہ ہے (یہ مراد نہیں کہ سارا جنوبی امریکہ بلکہ مراد یہ ہے کہ جنوبی امریکہ کا کوئی ٹکڑا) اور اس علاقے پر احمدیوں کی حکومت ہے۔ اس کے بعد میں پھر دیکھتا ہوں کہ لوگ اس کے پیٹ کو چیرتے ہیں مگر وہ بڑے صبر و استقلال سے اس تمام تکلیف کو برداشت کر رہا ہے وہ جانتا ہے کہ چونکہ یہ لوگ میرا پیٹ چاک کر رہے ہیں اس لئے تھوڑی دیر کے بعد ہی میری موت واقع ہو جائے گی چنانچہ وہ اس وقت کہتا ہے۔

''میری تجہیز و تکفین غیر مذاہب والوں کی طرح نہ کرنا''

جب وہ یہ فقرہ کہتا ہے تو مجھ پر سخت کرب کی حالت طاری ہو جاتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ تو کوئی ایسا شخص تھا جو دل سے مسلمان تھا چنانچہ میں اس سے کہتا ہوں'' کیا تم دل میں مسلمان ہو'' اس پر وہ ایسے رنگ میں سر ہلاتا ہے جیسے کہتا ہو ہاں۔اس کے اس فقرہ کے کہنے سے میرے دل میں محبت کا سخت جوش پیدا ہوا اور مجھے افسوس ہوا کہ اس کے متعلق حکومت کی طرف سے جو فتویٰ دیا گیا تھا وہ معلوم ہوتا ہے غلط تھا۔چنانچہ میں اس وقت جوش میں اس کی طرف سے منہ کر کے کھڑا ہو جاتا ہوں اور بڑے جوش سے کہتا ہوں۔اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تم دل سے مسلمان ہو تو میں تمہاری حکومت یہاں قائم کر دیتا پھر مجھے اور جوش پیدا ہوتا ہے اور میں کہتا ہوں اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تم دل سے مسلمان ہو تو ہم سارے تمہارے ماتحت آجاتے ہیں۔ پھر میں اور زیادہ زور دیتا ہوں اور کہتا ہوں اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تم دل سے مسلمان ہو تو ہم تو تمہارے غلامی سے بھی احتراز نہ کرتے۔مگر وہ خاموش رہا اور اس کے جواب میں کچھ نہیں کہا۔اس کے بعد میں نے یہ نظارہ دیکھا کہ آہستہ آہستہ اس کے چہرہ میں تبدیلی پیدا ہونی شروع ہوئی اور تھوڑی دیر میں ہی اس کی شکل امّ طاہرؓ کی سی بن گئی۔اس وقت میرے دل میں بڑا درد پیدا ہوا اور میں نے اس کے سرہانے کھڑے ہو کر دعا کی یا اللہ! اس کو بچادے۔ مجھے اس وقت یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک مرد کی شکل عورت کی شکل میں کس طرح تبدیل ہو گئی اور وہ امّ طاہرؓ کی صورت میں۔اس وقت رؤیا میں معین شکل میں اسے امّ طاہرؓ نہیں سمجھتا لیکن یہ ضرور ہے کہ امّ طاہرؓ کی طرح اس کی شکل ہو گئی ہے لیکن پھر بھی خواب میں میرے لئے یہ کوئی اچنبھے کی بات معلوم نہیں ہوتی اس وقت دعا کرتے ہوئے کہتا ہوں الٰہی تو ان کی جان بچا لے۔ اس دعا سے پہلے اس نے کوئی بات نہیں کی سوائے اس پہلے فقرہ کے کہ ''میری تجہیز و تکفین غیر مذاہب والوں کی طرح نہ کرنا'' مگر جب میں دعا کرتا ہوں کہ الٰہی تو ان کی جان بچا لے تو جیسے عورت بعض دفعہ ناز سے ٹھنک کر بات کرتی ہے اسی طرح اس نے ٹھنک کر کہا اوہوں اوہوں۔یعنی یہ کیا دعا کرتے ہو پھر اس نے سر ہلایا جس کا مطلب یہ ہے کہ میری زندگی کے لئے دعا نہ کرو اس کے بعد میں نے دیکھا کہ اس کی شکل امّ طاہرؓ کی شکل میں پوری طرح تبدیل ہو گئی اور جب مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ امّ طاہر ہیں تو میں نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا خدا تمہاری روح پر فضل نازل کرے۔تمہاری روح پر برکتیں نازل کرے۔خدا تمہاری روح پر بڑی بڑی رحمتیں نازل کرے اور میں نے دیکھا کہ وہ بڑے سکون اور اطمینان سے لیٹی ہوئی ہیں پھر خواب میں ہی جگہ بدل جاتی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے جیسے اس وجود کی چار پائی اماں جان کے صحن میں ہے اس صحن کے پاس ہی ایک کمرہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں تو اس میں آدمی رہتے تھے مگر آج کل غسل خانہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے میں اس کمرہ کی طرف جاتا ہوں تو راستہ میں میں نے انور یا طاہر کو دیکھا۔میں نے اسے چار پائی کے پاس کھڑا کر دیا اور کہا کہ پیٹ چاک ہو تو بعض دفعہ کتے بو سونگھ کر حملہ کر دیتے ہیں اس لئے تم چار پائی کے پاس کھڑے رہو اور پہرہ دو۔اس کے بعد میں اس کمرہ میں گیا ہوں وہاں میں نے بعض عورتوں کو دیکھا میرے جانے پر وہ کھڑی ہو گئیں ہیں ان میں میں نے اپنی لڑکی امۃ الباسط کو بھی دیکھا اسی طرح سیٹھ غلام غوث صاحب حیدر آبادی کی ایک نواسی ہے جس کا نام رشیدہ ہے میں نے دیکھا کہ وہ بھی اسی جگہ کھڑی ہے مگر باوجود اسے پہچاننے اور یہ علم رکھنے کے کہ یہ رشیدہ ہی ہے میں کہتا ہوں کہ اس کا نام امۃ الحفیظ ہے حالانکہ امۃ الحفیظ اسی بیٹی کا نام ہے جو خلیل احمد صاحب ناصر سے بیاہی گئی ہیں شکل بھی رشیدہ کی ہی ہے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ امۃ الحفیظ ہے اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

فرمایا: اگر اس خواب میں جنوبی امریکہ کے کسی علاقہ میں ہونا اور پھر ایک ایسے شخص کا دکھایا جانا نہ ہوتا جس کے متعلق ہم سمجھتے ہیں کہ وہ شائد غیر مسلم ہے تو میں شائد اس کی یہ تعبیر کرتا کہ ام طاہر کا اپریشن غلط ہوا ہے اگر اپریشن نہ ہوتا تو ان کی جان بچ جاتی رؤیا میں ان کا ٹھنک کر اوہوں اوہوں کرنا اور یہ کہنا کہ میری زندگی کے لئے دعا نہ کرو یہ حصہ تو اسی لحاظ سے ان پر یقیناً چسپاں ہوجاتا ہے کہ ڈاکٹر بار بار مجھے یہ کہتا تھا کہ خاتون مریض علاج میں میری مدد نہیں کرتی اور وہ اپنی صحت کے لئے کوئی کوشش نہیں کرتی جس سے مرض کا مقابلہ ہو اور ان کی طبیعت بیماری پر غالب آسکے باوجود ساری کوششوں کے ان کا طریق اس طرز کا تھا کہ گویا اب انہیں زندگی کی ضرورت نہیں۔

فرمایا: اس خواب کے دو حصے ہیں ایک ہمارا جنوبی امریکہ میں ہونا اور دوسرا ایک ایسے شخص کا دکھایا جانا جس کو ہم نے پہلے غیر مسلم سمجھا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ وہ دل سے مسلمان تھا یہ دو حصے بتلا رہے ہیں کہ یہ خواب کسی اور واقعہ کی طرف اشارہ کرتی ہے البتہ اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری تبلیغ کے لئے جو نئے رستے کھولنے والا ہے ان میں جنوبی امریکہ بھی شامل ہے کیونکہ میں نے دیکھا کہ جنوبی امریکہ کے ایک حصہ پر ہماری حکومت قائم ہو گئی ہے جنوبی امریکہ میں دس گیارہ ریاستیں ہیں اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ خواب کس حصہ کے لئے مقدر ہے۔

فرمایا: اس امر کی طرف ذہن جاتا ہے کہ امّ طاہرؓ چونکہ میری بیوی تھی اس لئے ممکن ہے اس خواب کا یہ مطلب ہو کہ کسی وقت جب احمدیت کو غلبہ میسر آجائے گا اس وقت کسی ایسے شخص سے مقابلہ ہو گا جو دل سے ایمان تو رکھتا ہو گا مگر ظاہر میں مخالف ہو گا جیسے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ایک شخص کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ یَکْتُمُ اِیْمَانَہٗٓ (المؤمن:29) وہ اپنے ایمان کو چھپاتا تھا پس ممکن ہے اس کے دل میں بھی ایمان ہو لیکن اپنی قوم کے ڈر سے احمدیت کا مقابلہ کرنے کے لئے کھڑا ہو جائے اور پھر گرفتار ہو کر سزا پائے لیکن اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ وہ آخری وقت میں اظہار عقیدت اور اظہار ایمان کر دے گا اور بتا دے گا میں احمدی ہوں بیوی چونکہ مرد کے ماتحت ہوتی ہے اس لئے ممکن ہے اس سے مراد یہی ہو کہ وہ دل سے اظہار ایمان کرے گا اور یہ جو اس نے پہلے کہا ہے کہ

''میری تجہیز و تکفین غیر مذاہب والوں کی طرح نہ کرنا''

اس کا یہ مطلب ہو کہ اس کے عقائد عام مسلمانوں والے نہیں ہوں گے لیکن بعد میں امّ طاہرؓ کی شکل دکھانے سے یہ مراد ہو کہ وہ دل میں احمدی ہو گا۔

گفتگو کے بعد مجھ سے مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے ذکر کیا کہ شاید امّ طاہرؓ سے یہ مراد ہو کہ گو وہ شخص یَکْتُمُ اِیْمَانَہٗٓ کا مرتکب ہو اور اس وجہ سے اپنی جان بھی کھو بیٹھے مگر اس کے بعد اس کی نسل طاہر ثابت ہو اور احمدیت کی خادم بنے اور اس طرح وہ شخص امّ طاہرؓ کا لقب پانے کا مستحق ہو یہ تعبیر درست معلوم ہوتی ہے اور اس سے بظاہر خواب کی پیچیدگی دور ہو جاتی ہے۔

(الفضل 11/ مئی 1944ء صفحہ1)

جنوبی امریکہ میں ایک بڑا ملک برازیل ہے جو پہلے پرتگال کی نو آبادی تھا اور جنوبی امریکہ کا باقی کا نصف برِّ اعظم سپین کی نو آبادی تھا۔ جب

مسلمانوں کو ان ملکوں میں زوال آیا تو انہی دنوں میں امریکہ دریافت ہوا اور یورپ کے ممالک میں نوآبادیاں بنانے کی دوڑ شروع ہوگئی۔ سپین اور پرتگال کی بندرگاہوں سے بھی جہاز بھر بھر کر امریکہ کے مختلف ساحلوں پر اترنے لگے تا کہ وہ بادشاہ کے نام پر ان علاقوں کو فتح کر کے ان کی حکومتیں قائم کر دیں۔ اس دور میں مسلمانوں پر خاص سختی برتی جارہی تھی جس سے بچنے کے لئے ان جہازوں میں جان بچا کر جانے والے مسلمانوں کی بھی خاص تعداد تھی جنہوں نے وہاں جا کر جنوبی امریکہ کے مختلف علاقوں میں بود و باش اختیار کی مگر وہاں بھی ان سے کوئی نرمی کا سلوک نہیں ہوا جس کی وجہ سے وہ زیر زمین اس لحاظ سے چلے گئے کہ انہوں نے نام بدل کر اپنے آپ کو spiritualist یعنی روحانی لوگ کہنا شروع کر دیا۔ ان لوگوں کی بڑی تعداد اب بھی وہاں ہر جگہ پائی جاتی ہے اور ان کی بعض روایات مسلمانوں جیسی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 1985ء میں برازیل کے ملک میں مشن احمدیہ کا آغاز فرمایا اور جماعت احمدیہ کا اس خطہ میں ایک نئے روحانی سفر کا آغاز ہوا۔ خاکسار کو آپ نے وہاں پر جانے کا ارشاد فرمایا اور 1988ء تک میں نے وہاں پر قیام کیا۔ تمام ابتدائی نوعیت کے ضروری امور سرانجام دیئے۔ اسی دوران محترمہ سسٹر امینہ ایدل وائزالمیدادیاز (Sister Amina Almeda Diaz Adelwuise) نے قبول اسلام و احمدیت فرمایا اور وقف بھی کر دیا۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح رحمہ اللہ نے قبول فرمالیا اور آں جناب کی ہدایت کے مطابق انہوں نے احمدیہ لٹریچر کو پرتگالی زبان میں ڈھالنا شروع کر دیا۔ دو سال کے بعد حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے زیر ارشاد پرتگالی میں ترجمہ قرآن کا کام ہم دونوں نے کیا۔ فالحمدللہ علیٰ ذالك۔ آپ نے جوبلی کے جلسہ سالانہ پر انہیں پہلی احمدیہ خاتون مبلغہ بھی قرار دیا۔ (محسنات صفحہ 53)

نومبر 1988ء میں ارشاد حضور رحمہ اللہ پر خاکسار گوائٹے مالا میں جماعت احمدیہ کے دوسرے مشن کا آغاز کرنے اور اس خطہ کی پہلی مسجد بیت الاول کی تعمیر کرانے کے لئے حاضر ہوا۔ جس کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خود بنفسِ نفیس یہاں آ کر تین جولائی 1989ء کو فرمایا۔ آپ کا استقبال سرکاری طور پر حکومت کے ایک سربراہ کی طرح ہوا۔ سرکاری پولیس افسران سرکاری کپڑوں میں اور سادہ کپڑوں میں آپ کے آگے پیچھے رہتے تھے۔ ایک سیکورٹی کے اعلیٰ افسر نے جو آپ کی شخصیت اور عبادت سے خاصے متأثر تھے۔ آپ کی اقتداء میں باجازت نمازیں بھی ادا کیں اور بعد میں حلقہ بگوش اسلام و احمدیت بھی ہو گئے۔ نائب صدر مملکت و وزراء مملکت اور حکومت کے ذمہ دار عہدیداران نے آپ کا استقبال فرمایا اور آپ کو خوش آمدید کہا۔ آپ کے متعدد انٹرویوز ہوئے۔ ہمسایہ ممالک کے اخباری نمائندے بھی اس غرض کے لئے تشریف لائے۔ ٹیلی وژن پر آپ کا انٹرویو دور و نزدیک کے ہمسایہ ملکوں میں دیکھا اور سنا گیا چنانچہ کولمبیا سے بہت سے دستخطوں پر مشتمل ایک خط بھی آیا جس میں وہاں پر بھی ایسی ہی ایک مسجد تعمیر کئے جانے کی استدعا لکھی گئی تھی۔

ملک کے اخبارات میں آپ کی آمد کا خوب چرچا ہوا اور آپ کی دعاؤں کی قبولیت کے نشانات ظاہر ہونے لگے۔ مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے والے ڈیڑھ دو سو مزدوروں نے آپ کی تبلیغ کو سنا اور بہت متأثر ہوئے۔ آپ نے انہیں خطاب فرمایا اور اپنی طرف سے ایک ایک ہفتے کی مزدوری بطور انعام کے عنایت فرمائی۔ چنانچہ یہ لوگ ہی ہمارے اولین نومبائعین تھے۔ حضور نے یہ پیشگوئی بھی فرمائی کہ بہت بیعتیں ہونگی بس لیتے چلے جائیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ Prensa Libre کی 11/ ستمبر اور 14/ ستمبر 1989ء کی اشاعتوں سے یہ انٹرویو شائع ہوا ہے کسی قدر پیش کیا جاتا ہے۔

حضورؒ نے اپنے انٹرویوز میں فرمایا تھا کہ اسلام یہ ہے کہ ہر ایک سے پیار کیا جائے اور کسی سے نفرت نہ کی جائے..... آپ نے فرمایا ہمارے خیال میں اسلام وہ آخری مذہب ہے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اور اسلام اپنے اندر بین الاقوامی اور عالمگیر سچائیاں رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ اس لئے نازل فرمایا ہے تا کہ تمام انسانوں کو اس کے ذریعہ سے متحد کیا جائے... چنانچہ آپ جس تاثر پر حیران اور فکرمند تھے وہ یہ کہ لاطینی امریکہ میں تمام قدرتی وسائل موجود ہیں اس لئے یہاں بھی زندگی امریکہ جیسی ہونی چاہئے۔ مگر صورت حال یہ ہے کہ اگر یہ اپنی زمین کا ایک ایک انچ بھی فروخت کر دیں تو امریکہ کے بنکوں کا قرضہ چکانے کے قابل نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ لاطینی امریکہ کے ممالک اور غیر ترقی یافتہ ممالک خراب معاشیات کی وجہ سے نقصان اٹھا رہے ہیں اس کے ذمہ دار عالمی بنک اور عالمی بنکاری کا نظام ہے جن کے ذریعہ سے معاشی سیاست ملکوں میں عمل پذیر ہے یہ مقروض ممالک کو جو کچھ کہتے ہیں وہ وہی کچھ کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

جنگ اور امن کے متعلق آپ نے اپنا یہ خیال ظاہر فرمایا کہ اس کا تعلق سپر پاورز (Super Powers) سے ہے۔ وہ جو اختلافات کا بیج بوتے ہیں تو انہیں پھر ان کی وجہ سے جو پھل لگتا ہے وہ جنگوں کو جنم دیتا ہے۔ پس ہمیں اس بات کا تجزیہ کرنا چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ اختلافات کی وجوہات کیا ہیں اور اس کا حل کیا ہے اور اس کے لئے ہمیں ایک بااخلاق دنیا جنم دینی ہے۔ درحقیقت بات یہی ہے کہ لاطینی امریکہ کے ممالک ہوں یا دیگر مشرقی ممالک ہوں وہ اخلاقی طاقتوں کو کھو بیٹھے ہیں اور اپنے اندر اخلاقی طاقتوں کو پیدا کرنے کے لئے انہیں بہت سخت کوشش کرنی پڑے گی یہ بات ہم نے اپنے تجربہ سے معلوم کر لی ہے جن ممالک نے ہمارے داعیان کو قبول کیا ہے وہ اخلاقی سرچشموں کی طرف لوٹے ہیں اور انہوں نے اپنے اندر اخلاقی قوتوں کو ترقی دی ہے ایک بیمار پر آسانی سے بکٹیریا (bacteria) حملہ آور ہوجاتے ہیں اور وہاں پر اپنی کالونی بنالیتے ہیں اور ایک سڑانڈ والا جسم موت سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔ ایک ملک اپنی اخلاقی طاقت سے کسی کو اپنے اوپر سوار ہونے نہیں دے گا جیسے کہ گدھ وغیرہ پرندے مردہ پر سوار ہوجاتے ہیں اور اس کو ختم کر کے دم لیتے ہیں۔ پس ہم جو پیغام دیتے ہیں وہ یہی ہے کہ اپنے اندر وہ اخلاقی طاقتیں پیدا کریں۔ پس اس بات کا ہمیں یقین ہے کہ وہ معاملات جن کی وجہ سے دنیا پریشان ہے دور ہو جائیں گے۔

آپ نے کہا کہ میرے نزدیک اظہار خیال کی آزادی بہت ضروری ہے۔ پریس کی آزادی کے متعلق آپ بات کر رہے تھے کہ اس کی آزادی میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہونی چاہئے۔ ایک جنگ مقدس جو ضروری ہے وہ یہ بھی ہے کہ اظہار خیال کی آزادی کے لئے جدوجہد کی جائے۔ حقیقت یہی ہے کہ ایک انسان خدا کے سامنے ہی جوابدہ ہے کسی حکومت یا کسی شخص کو کسی کے احساسات کسی کے جذبات اور اس کے اظہار خیال کی طاقت کو ماؤف نہیں کرنا چاہئے۔ جو ایسا کرتے ہیں وہ دراصل اپنے جھوٹے خداؤں کی پرستش میں لگے ہوتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ اس بات سے کوئی انہیں آگاہ کرے اور خدا کی دی ہوئی طاقتوں کو یعنی عقلمندانہ کانشس کو ہی جڑ سے اکھیڑ دینا چاہتے ہیں۔

اس مضمون کو بدلتے ہوئے سوال کیا گیا کہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد علیہم السلام نے معجزات دکھائے۔ حضرت محمد ﷺ کے معاملہ میں کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ کا مکہ کو بغیر خون خرابے کے فتح کر لینا ایک معجزہ تھا۔ اس پر آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: ”میں یہ سوال سن کر بہت متاثر ہوا ہوں۔ کیونکہ میں اس سوال میں بڑی عقل و دانش دیکھ رہا ہوں۔ ایسے میں جبکہ جنگیں مسلسل کی جاتی تھیں آپ ﷺ کا بغیر کسی خون خرابے کہ امن و امان کو قائم کر دینا بلاشک ایک بہت بڑا معجزہ ہے۔ اسی طرح اسلام کے بانی حضرت محمد ﷺ نے کھول کر صاف طور پر یہ پیشگوئی فرمائی ہے کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں اسلام کی آخری فتح کے لئے تلوار استعمال نہیں کی جائے گی بلکہ محبت اور برہان سے کام لیا جائے گا۔“

دوران گفتگو دریافت کیا گیا کہ گوائٹے مالا میں عیسائیوں کی کثرت ہے اور کچھ عرب کیتھولک بھی ہیں اور تھوڑی تعداد میں یہودی بھی ہیں۔ آپ ان کو کیا پیغام دیں گے کیا آپ پسند کریں گے کہ وہ آپ کے ساتھ شامل ہوجائیں۔

آپ نے فرمایا جماعت احمدیہ اعلیٰ اور مضبوط اخلاق اپنانے کا پیغام دیتی ہے جو کہ گوائٹے مالا اور اس طرح دوسرے ممالک کے لوگوں کے لئے بہت اہمیت کا حامل ہے کہ وہ اپنے اندر ایک اخلاقی انقلاب لائیں اور ہمیں امید ہے کہ اس رو سے وہ ہماری بات ضرور سنیں گے۔ یہ تو منافقت ہوگی کہ اگر میں یہ نہ کہوں بلکہ میں پسند کروں گا کہ گوائٹے مالا کے لوگ چاہے وہ بنیادی طور پر عیسائی ہوں یا مسلمان یا کوئی اور وہ ہماری جماعت میں آ کر متحد ہو جائیں۔ بنیادی طور پر ہر مذہب پھیلنا چاہتا ہے اور یہ ہی طریق ہے جس کے ذریعہ سے اچھی باتیں جو ہمارے پاس ہیں ہم دوسروں کو اس میں شریک کر سکتے ہیں۔ پس ہم محسوس کرتے ہیں کہ یہ ایک ضرورت ہے کہ ہم پوری پاکیزگی دوسروں کو دے سکیں اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ کوئی سیاسی پلان یا کوئی دھوکہ بازی کا پروگرام یا کوئی غیر محتاط بات بیچ میں حائل نہ ہو۔ آپس کے تعلقات پورے طور پر بےتکلفی کے ہوں۔ لوگوں کو اپنی طرف سے پورا احترام دیا جانا چاہئے اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ہمارا عمل ہونا چاہئے۔ اسی طرح ہی زمین کے دوسرے حصوں میں تقریباً 120 ممالک میں ہم موجود ہیں۔ جہاں بھی ہماری جماعت پائی جاتی ہے جماعت احمدیہ کا ہر جگہ پر پیغام محبت کا پیغام ہے اور امن کا پیغام ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع مرزا طاہر احمد صاحبؒ نے انٹرویو کے آخر میں فرمایا کہ میں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ آپ لوگ اسلام کو اور اسلام کی مقدس کتاب قرآن کریم کو اچھی طرح سمجھیں اور قرآن کریم کا کھلے دل کے ساتھ اور آزاد روح کے ساتھ مطالعہ کریں کہ دل آپس میں محبت اور بھائی چارہ میں مل جائیں اور خدا تعالیٰ کے قرب کو حاصل کرنے کے قابل ہوجائیں تا کہ اللہ تعالیٰ ہماری پہلے سے زیادہ امداد فرمائے اور ہم نئی نسلوں کے لئے ایک بہتر دنیا پیش کرنے والے ہوں جس میں تشدد نہ ہوں منشیات نہ ہوں۔ غربت نہ ہو اور خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہوئے ہم

میں اسقدر اخلاقی طاقتیں ہوں کہ ہم اس کے ذریعہ سے زیادہ ترقی کرنے کے قابل ہوں اور یہ بات ہمارے لئے خوشی اور سکون کا باعث ہو گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ نے جولائی 1989ء کے جلسہ سالانہ جوبلی پر جو کچھ اس دورہ کے متعلق فرمایا اس میں سے کچھ من وعن پیش خدمت ہے۔

نمائندے کے تاثرات

گوائٹے مالا کے معروف اخبار Prensalibre کے ایک معروف نمائندے کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

”اس اخباری نمائندے نے فرمایا کہ جب مجھے پتہ چلا کہ آپ ایک مسجد کے افتتاح کیلئے تشریف لا رہے ہیں تو مجھے یوں ہی خیال آیا کہ میں جو زائچہ نکالتا رہتا ہوں اور ستارے پڑھنے کی کوشش کرتا ہوں اور اس میں میں سارے ملک میں مشہور بھی ہوں۔تو کیوں نہ اس دن کا زائچہ نکال کر دیکھوں کہ یہ دن کیسا ہے؟ جب میں نے زائچہ نکالا تو مجھے پتہ چلا کہ گوائٹے مالا کی تاریخ میں یہ سب سے معزز دن ہے۔انہوں نے کہا کہ اس وقت ہی میرے دل میں جاگزیں ہو گیا کہ یہ کوئی اہم واقعہ ہے اور اس کا تعلق آپ سے ہے۔چنانچہ انہوں نے جماعت کے متعلق بہت اچھا مضمون اپنے اخبار میں شائع کیا جس سے تمام گوائٹے مالا میں احمدیت سے غیر معمولی دلچسپی پیدا ہو گئی۔“

(الفضل 23/ اگست 1989ء)

پولیس کا کردار اور تاثرات

حضور رحمہ اللہ کی حفاظت کا جو یہاں کی پولیس کے ذریعہ سے انتظام کیا گیا تھا اس کے متعلق فرمایا:

”ہمارے پورے دورے کے دوران پولیس escort ہمیشہ مسلسل ہمارے ساتھ رہی تھی اور جس سڑک پر سے بھی گزرتے تھے ساری دوسری ٹریفک مسلسل بند کر دی جاتی تھی۔ایک دلچسپ تجربہ وہاں یہ ہوا کہ ہمارے سیکورٹی چیف جو تھے انہوں نے مجھ سے درخواست کی کہ میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنا چاہتا ہوں۔میں نے کہا کہ بڑی خوشی کے ساتھ پڑھیں۔جب ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو کہنے لگے کہ میری بیوی نہایت کٹر کیتھولک ہے۔وہ ہمیشہ مجھے کہا کرتی ہے کہ فلاں جونسٹر (مذہبی لیڈر عیسائی پادری) آئے تھے انہوں نے بہت اچھی سروس کی ہے اور اس کا دل پر بڑا اثر ہوا ہے۔تم بھی کبھی آؤ۔“

انہوں نے کہا کہ آپ کے ساتھ جو دو تین دن گزارے ہیں اور آپ کی نمازیں دیکھی ہیں تو میں نے اپنی بیوی سے جا کر کہا کہ تمہیں پتہ ہی نہیں کہ روحانیت کیا ہوتی ہے۔تم احمدیوں کو نماز پڑھتے دیکھو تو تمہیں پتہ لگے کہ دل کی کیا کیفیت ہوتی ہے اور اس قدر میرے دل پر اثر ہے کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کے ساتھ نماز پڑھوں۔چنانچہ پھر انہوں نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔

(نوٹ) یہ سیکورٹی چیف Gillermo Juachin بعد میں احمدی ہو گئے تھے۔(الفضل 23/ اگست 1989ء)

وزیر صحت کا بیان

گوائٹے مالا کے وزیر صحت نے حضور کے دورے کے دوران کئی بار آپ سے ملاقات کی۔دوران ملاقات انہوں نے بار بار حضور سے یہ کلمات کہے۔مجھے آپ کی ذات میں خدا کی محبت اور خدا کی Wisdom دکھائی دیتی ہے۔اس لئے آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ کبھی مجھے دعاؤں میں نہیں بھولیں گے۔

(الفضل 23/ اگست 1989ء)

وزیر خارجہ کی درخواست

آپ کی 5/ جولائی کو کھانے کے بعد زیر خارجہ گوائٹے مالا سے ملاقات ہوئی۔

گوائٹے مالا کے وزیر خارجہ اپنی مصروفیات کی وجہ سے مسجد کی افتتاحی تقریب میں شامل نہ ہو سکے تھے۔انہوں نے اپنے نائب وزیر کو بھجوایا تھا۔انہوں نے جب تفصیلات انہیں جا کر بتائیں تو ان کے دل میں بھی ملاقات کی خواہش پیدا ہوئی وہ وقت مانگ کر آپ سے ملاقات کے لئے آئے اور دو گھنٹے تک ٹھہرے رہے اور جاتے ہوئے یہ کہا کہ

”حضور میری درخواست ہے کہ آپ ہمیشہ مجھے اپنے دل میں جگہ دیں“

(الفضل 23/ اگست 1989ء)

حضورؒ نے ان لوگوں کے اس قدر ادب واحترام اور عقیدت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا آپ بتائیں کہ اس میں کسی کوشش کا کیا دخل ہے۔احمدی وہاں تھے نہیں ان کے کردار کا کیا سوال تھا۔اللہ تعالیٰ نے آسمان سے فرشتے بھیجے ہوئے تھے جو دلوں میں تبدیلی پیدا کر رہے تھے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے جو وعدہ کیا تھا کہ تیرے دشمن ذلیل ہوں گے اور تیرے نام کو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔یہی وہ وعدہ تھا جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے غلام کی عزت کی صورت میں ظاہر ہونا تھا۔ورنہ میں کیا اور میری حقیقت کیا۔

(الفضل 23/ اگست 1989ء)

اس موقع کی کچھ تصاویر بھی ساتھ پیش کی جارہی ہیں تا کہ اس روحانی سفر کے آغاز کا کسی قدر آنکھوں دیکھا حال بھی معلوم ہو سکے۔چنانچہ اس طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رویاء کی تعبیر کا آغاز ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے جو وعدے فرمائے تھے ان وعدوں کا اظہار ہوا۔اس سے معلوم ہو گا کہ آپ نے احمدیت کے اس روحانی سفر کے آغاز کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کی تعبیر سمجھا۔الحمد للہ علیٰ ذالک۔

الحمد للہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت دور خلافت میں بھی جنوبی امریکہ میں دن دونی رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے۔اور جنوبی امریکہ میں فتوحات کا سلسلہ جاری ہے۔ہر سال جلسہ سالانہ انگلستان پر وہاں سے نومبائعین کی اچھی خاصی تعداد آکر شمولیت اختیار کرتی ہے۔گزشتہ سال السلواڈور اور ایکواڈور میں جماعت کا نفوذ ہوا۔الحمد للہ علی ذالک۔

اور اس سال کولمبیا اور چلی میں نفوذ احمدیت ہوا ہے اور کولمبیا کے نمائندہ نے تو جلسہ سالانہ یو کے میں شمولیت فرمائی اور خطاب بھی کیا۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم جلد دیکھیں جب اس عظیم رویاء حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی مکمل تعبیر ظاہر ہو گی اور نا صرف جنوبی امریکہ میں بلکہ تمام دنیا میں اسلام واحمدیت کا عظیم الشان غلبہ ہو گا حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کیا خوب فرماتے ہیں۔

”تم خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے۔“

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ 26)

آخر توحید کی فتح ہے...نئی زمین ہو گی اور نیا آسمان ہو گا۔اب وہ دن نزدیک آئے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا...قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہو گا......وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی... لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے۔تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔

(تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ 8)

دعا کا تحفہ

روزمرہ کی متفرق دعائیں

- مرغ کی اذان سننے پر اللہ سے اُس کا فضل مانگنا چاہئے۔کتّے یا گدھے کی آواز سننے پر اَعُوْذُ بِاللّٰہ پڑھا جائے۔یعنی میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔

(ابو داؤد کتاب الادب)

- ایک شخص کو سخت غصّے میں دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ایک ایسے کلمہ کا علم ہے جسے پڑھنے سے اس کا غصہ دور ہو جائے اور وہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

(ابو داؤد کتاب الادب)

ترجمہ: اے اللہ میں راندے ہوئے شیطان سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 83)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔جرمنی

لئیق احمد چوہدری۔سڈنی

یادِ رفتگان

مکرم محمود احمد شاہد (بنگالی) مرحوم (سابق امیر آسٹریلیا)

اچھی طرح یاد نہیں پہلی ملاقات مکرم محمود احمد صاحب سے کب ہوئی مگر عموماً میری اسکول کی چھٹیاں ربوہ میں تربیتی کلاس میں شمولیت کر لینے کے بعد شروع ہوتیں۔ جامعہ کے طالب علم بھی ربوہ سے ان ہی دنوں اپنی گرمیوں کی چھٹیوں میں اپنے اپنے گھروں کو سدھار جاتے مگر محمود صاحب سے عام طور پر وہیں ملاقات ہوتی۔

جب کبھی آپ کا سندھ ضلع حیدرآباد کے علاقہ میں آنا ہوتا تو ہمارے ہاں بھی آتے۔ میرے بڑے بھائی جان چوہدری محمد اسماعیل خالد مرحوم سے الفت اور احترام کا ایک خاص تعلق تھا۔جس کا یہاں آسٹریلیا میں بھی گاہے بگاہے ملاقاتوں میں دلچسپ واقعات کے حوالے سے ذکر کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ بتانے لگے ہم بھی واقف زندگی ہیں مگر چوہدری خالد صاحب کتنے خوش نصیب تھے کہ جماعت کی عزت وآبرو کی حفاظت کی خاطر انہیں سزائے موت کا حکم ہوا لمبا عرصہ کال کوٹھڑی اور جیل میں رہے پھر اللہ نے بری فرمایا۔

ایک دفعہ ہمارے ہاں آئے تو آپ کا پاؤں زخمی ہوگیا۔ اس وقت ہمارے قریب کوئی ڈاکٹر نہ تھا۔ بھائی جان کو کافی فکر لاحق ہوئی اور وہ خود محمود صاحب کی مرہم پٹی کرنے لگے تو آپ عزت و احترام کی خاطر بھائی کو اپنے پاؤں پر ہاتھ نہ لگانے دیتے کہ چوہدری صاحب مجھ سے بڑے ہیں۔

آسٹریلیا آمد

کچھ عرصہ بعد ایک دن مجھے فون پر فرمانے لگے آپ سے ایک بات کرنی ہے کہ ایک احمدی طالب علم پاکستان سے آئے ہوئے ہیں اور وہ کسی اور قریبی شہر میں ہیں وہاں ان کو کام کی تلاش میں پریشانی ہے تو وہ سڈنی آنا چاہتے ہیں۔ میں نے سوچا کہ آپ کیونکہ شہر میں ہی رہتے ہیں اس لیے ان کو کام کی تلاش اور آگے پڑھنے میں سہولت ہوگی۔ اگر آپ کے پاس ٹھہرنے کی کچھ عرصہ سہولت ہو تو؟

میں نے عرض کیا جی! میرے لیے بھی رونق ہو جائے گی۔فرمانے لگے پھر یہ میں ہی آپ کو بتاؤں گا کہ کب تک وہ ٹھہریں گے اور آپ نے کیا کرنا ہے؟

اپنے جانے اور انجانے ممبرز جماعت کی عزت نفس، وقار اور ضرورتوں کا بے حد خیال کرتے اور ان سے ہمدردی، درد، ولولہ اپنے سینے میں لیے پھرتے تھے۔ دوسروں کا ان سے بڑھ کر خیال کرنے والے تھے اور اکثر دوسروں کی پریشانی کو ذاتی پریشانی بنا لیتے اور اپنے اوپر بیماری وارد کر لیتے تھے۔

1996ء میں پاکستان کے راہ مولا کے کچھ شہیدوں اور اسیروں کے بچوں کی یہاں آنے کی خوشخبری ملی تو بات بات پر شکر الحمدللہ کہتے اور عاجزی سے آنکھوں میں تری آجاتی۔

انہی دنوں کافی لوگوں کو فرمایا۔ اللہ کے خاص الخاص مہمان آرہے ہیں۔ ہم سب کو اپنی باہیں اور دل کھولتے ہوئے ان کا استقبال کرنا ہے اور ان کو اپنے گھروں اور دلوں میں بھی جگہ دینی ہے۔مختلف لوگوں سے مشورے شروع کر دیئے کہ کیا کیا اور کس طرح ان کے کام و رہائش کا بندوبست کیا جائے۔

مجھے فرمانے لگے کہ آنے والوں کے روزگار کے متعلق آپ کی ذمہ داری ہے کہ کیسے ان کو جلد از جلد کام پر لگایا جاسکے۔ یہ باتیں ہیں ان مہمانوں کی جو ابھی پہنچے ہی نہیں اور آپ فکرمند ہیں۔ میں نے عرض کی امیر صاحب آنے والوں کے متعلق تو علم نہیں اور نہ ہی آپ کھل کر یہ بتاتے ہیں کہ کیا تعلیم ہے، کیا معیار اور عمر ہے تو پھر کیسے یہ ہو؟ فرمانے لگے اس کو آپ چھوڑیں بس پندرہ بیس جوان آدمی ہیں اور کام کرنے والے ہیں آپ اپنا کام شروع کر دیں۔

میں نے عرض کی کہ آج کل سڈنی میں اولمپک کی تیاریوں کے کافی فنڈز حکومت نے جمع کر رکھے ہیں۔شہر کے قرب و جوار میں ہر طرف بھاگ دوڑ لگی ہے اس میں کافی زیادہ امید بھی ہے اور آسانی سے کام مل بھی جائے گا۔ زبان وغیرہ کی بھی اتنی مشکل نہیں ہوگی۔ فرمانے لگے۔ اچھا! جائیں اور مجھے ایک ہفتے میں لائسنسز کے حصول اور کام کے قانونی پہلوؤں سے تمام تر معلومات اکھٹی کر کے آگاہ کریں۔

جب آپ کے حکم سے میں نے شہر اور قرب و جوار کی کافی کمپنیوں سے جاکر معلومات حاصل کرنا شروع کیں تو ایک بڑی کمپنی کا مینیجر مجھے کہنے لگا یہ جو پندرہ سولہ لوگ ہیں تمہارے پاس تو کیا تم کوئی کمپنی چلاتے ہو؟ میں نے کہا نہیں میں تو ویسے ہی مدد کرنے کی کوشش کر رہا ہوں تو اسے میری یہ بات بڑی ناقابل یقین محسوس ہوئی۔ وہ کہنے لگا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

میں نے کہا کہ کیا تم چاہو گے کہ 17-16 لوگ جو صرف مذہب کے نام پر جن کے باپ، بھائی مار دیئے گئے یا خود قید میں ڈال دیئے گئے تھے اور یہ آپ کا اور میرا ملک ان کو انسانی ہمدردی کی بنا پر ٹھہرنے کے لیے یہاں لاوے اور وہ آکر عرصہ تک اس کے اوپر مالی بوجھ بن کر گھر بیٹھ رہیں؟ میں نے سارا حساب کر کے قریباً 27-28 لوگ بنائے۔ (جن میں چند بچے اور عورتیں بھی شامل تھیں)

وہ اپنے اسٹاف سے مشورہ کے بعد مجھے کہنے لگا کہ اچھا! اگر تو تم خود کوئی فیس وغیرہ نہیں لے رہے تو میں ان سب کو معمولی فیس پر کورس کرنے کی اجازت بھی دوں گا بلکہ جو ایک دفعہ پاس نہ ہوسکا اسے مزید تیاری کے لیے بھی چانس مفت ہی دونگا مگر شرط یہ ہے کہ ساتھ وہ اپنا پاسپورٹ لے کر آئیں کہ کب ملک میں آئے ہیں اور کون سے ویزہ پر آئے ہیں۔ ہر کسی سے میں الگ الگ انٹرویو بھی کرونگا۔

ان شہیدوں، قیدیوں کی قربانیوں اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور حضور انور کی دعاؤں سے بعد میں ان میں سے بعض نے اس فیلڈ میں اپنی شاندار کمپنیاں بھی بنانے کی توفیق پائی اور بعض تو دوسروں کو سال دو سال میں کام مہیا کرنے کے قابل بھی ہو گئے۔ مکرم امیر صاحب جب ان کو ملتے تو بڑے خوش ہوتے تھے اور بڑی خوشی خوشی ہمیں بعض کے گھروں میں ساتھ لے جاتے۔ ان میں سے بعض کو تو بطور مثال اپنے خطابات میں بیان کرتے۔جتنی زیادہ کوئی محنت کرتا اور اپنے خاندان اور رشتہ داروں کی مدد کرتا اتنا ہی زیادہ اس کی کھلے عام تعریف فرماتے بلکہ بعض دفعہ بطور حوالہ اس کا ذکر اپنے خطابات میں کرتے کہ فلاں کے والدین اس سے

خوش ہیں۔

جن لوگوں کو اس موقع پر کام کے لائسنس جاری ہوئے ان کا اگلا قانونی مرحلہ تھا کہ ان کو پولیس اسٹیشن جاکر رجسٹر کروانا۔ ایک دن میں نے چار پانچ لوگ ساتھ لیے تاکہ ان کے لائسنسز کا پولیس میں اندراج کروایا جاسکے، جب پولیس آفیسر نے پاسپورٹ چیک کیے تو ان کی ملک میں آمد ہی کچھ ہفتہ قبل ہوئی دیکھی اور ہاتھ میں مختلف لائسنسز ساتھ ہی ان کی انگریزی کی بول چال سے شک میں مبتلا ہوگیا۔ پوچھنے لگا۔تم نے یہ لائسنسز کیسے حاصل کر لیے ہیں، کون ہے آپ کا ایجنٹ، کہاں رہتے ہو؟ یہ فراڈ کا کیس ہے۔

ان سب نے میری طرف اشارہ کیا تو وہ مجھے کہنے لگا کہ آپ پر بھی فراڈ کا کیس بن سکتا ہے۔ جب پولیس آفیسر نے فون پر کمپنی کے مینیجر سے پوچھا تو اس نے بلا جھجک کہا ہاں! یہ میری کمپنی کے جاری کردہ ہیں اور مکمل دورانیے کی تمام کلاسز کی ویڈیوز، پیپر ورک بھی اگر تم چاہو تو دیکھ لو۔ اس کے بعد وہ اس طرف سے تو مطمئن ہوگیا مگر پھر کہنے لگا کہ یہ انگریزی نہیں بول سکتے انہوں نے کیسے لائسنس لے لیے ہیں۔ وہاں ایک اخبار پڑا ہوا تھا میں نے وہ ایک لڑکے کے آگے کیا اور اس نے با آسانی پڑھنا شروع کر دیا۔ میں نے کہا دیکھو! کس طرح سے پڑھ رہا ہے آپ کا اوزی تیز لہجہ کہاں سے یہ سمجھیں گے۔ اس طرح ہم سب کی اس وبال سے جان چھوٹی۔ جب آکر سارہ واقعہ آپ کو بتایا تو آپ اس ادارے کے انگریز مینیجر کی ایمانداری اور جرأت پر خوش ہوئے اور مجھے فرمایا ان سے رابطہ رکھا کرو۔

مہمان نوازی

ایک روز پاکستان سے آپ نے کسی کا فون وصول کیا کہ میرا بیٹا فیملی کے ساتھ آج آسٹریلیا پہنچ رہا ہے۔ ان کا وہاں کوئی جاننے والا نہیں ہے ان کی مدد کریں اور ان کو ائیرپورٹ سے بھی لے لیں۔

مجھے فون پر فرمانے گے۔ آج چار پانچ گھنٹے بعد آپ کی کیا مصروفیت ہوگی؟ میں نے کہا امیر صاحب گھر میں ہی ہوں گا۔فرمانے لگے اچھا تو پھر ایک فیملی ائیرپورٹ پر آرہی ہے انہیں میرے پاس چھوڑ سکو گے؟ کیونکہ میں ائیرپورٹ سے قریب رہتا تھا جو آپ سے کوئی ساٹھ کلومیٹر دوری پر تھا۔عرض کیا میں کیسے جان پاؤں گا کوئی نام، حلیہ وغیرہ۔فرمانے لگے نام تو فون پر انہوں نے بتایا تھا مگر لکھنے سے پہلے ہی بھول گیا ہوں یاد آ گیا تو بتا

دوں گا اور آپ بھی دعا کر کے جانا اب نام کے لیے میں پاکستان فون نہیں کرتا، مگر جب مل جائیں تو تم مجھے اسی وقت فون کر دینا تا کہ میں پاکستان ان کو آگاہ کرسکوں۔

اب آپ اپنے گھر ایک الگ پریشانی میں بیٹھے ہیں کہ پتہ نہیں کیا ہوتا ہے۔ چھوٹے بچوں کے ساتھ صرف چند ایک ہی مہمان باہر آئے تو ان سے پوچھنا شروع کیا، جلد ہی ہمارے مطلوبہ مہمان مل گئے۔ ان سے علیک سلیک کے بعد سب سے پہلے ان سے کہا کہ آپ کے پاس اپنے گھر کا یا جو بھی عزیز پاکستان میں ہیں ان کا فون نمبر ہے وہ دیں تا کہ آپ کے بخیریت پہنچنے کی اطلاع دی جاسکے۔ امیر صاحب کو بھی بتا دیا کہ ہم اب نکلنے لگے ہیں۔ آپ اس طرح خوش ہوئے جیسے کوئی اپنا بچھڑا مدت بعد واپس گھر لوٹ رہا ہو۔

میں نے سوچا کہ ہم تو آپ کے گھر رات دیر میں پہنچیں گے چلو! راستے میں ہی کچھ کھا لیتے ہیں۔ ادھر امیر صاحب اپنے مہمانوں کے لیے کھانا تیار کروا کر انتظار کر رہے تھے کہ اب آئے کہ اب آئے۔ جب ہم پہنچے تو امیر صاحب بیتاب۔

فرمایا . اتنی دیر خیریت تھی؟ (کیونکہ ابھی موبائل فون کا عام دور شروع نہیں ہوا تھا) میں نے معافی طلب کی اور کہا کہ امیر صاحب ایسے ہوا۔ تو فرمانے لگے اچھا تو آپ اپنی مہمانداری کرنے لگے لگتا ہے کوئی گجرات کا تعلق بھی نکال لیا ہوگا۔

یہ بندہ خدا اپنے مسیح کے مہمانوں سے جو محبت رکھتا تھا اس قسم کے ایسے بے شمار واقعات بے شمار احباب جماعت کے سینوں میں زندہ ہیں۔

ایک دفعہ میں نے افطاری پر تشریف لانے کی درخواست کی تو فرمانے لگے کہ مجھے اچھا نہیں لگتا کیونکہ میرے استاد مکرم میر صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ یہ ہی تو دعا کی قبولیت کا ایک خاص وقت ہوتا ہے جو کسی کے ہاں جانے سے باتوں میں ضائع ہو جاتا ہے۔ میں نے عرض کی کہ یہ میرے علم میں نہ تھا اب تو اور بھی مہمانوں کو بتا چکا ہوں۔ فرمانے لگے ٹھیک ہے ایک دفعہ آجاتا ہوں۔ دل بھی رکھنا اور ساتھ ہی اصلاح بھی کر دینا ہر کسی کا کام نہیں۔

آپ جب کسی کے ہاں آنے کی حامی بھر لیتے تو سب سے پہلے یہ پوچھتے۔ کیا وقت مقرر کیا ہے؟ میں کب آؤں اور کب واپسی کی اجازت ہوگی۔ اگر تو وہ وقت نمازوں سے ٹکراتا تو پوچھتے کہ کیا انتظام ہوگا یا گھر سے پڑھ کر آؤں؟ پھر یہ ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ وقت مقررہ پر تشریف نہ لائیں۔

جب ہم نے اپنے بیٹے کی دعوت ولیمہ کی تاریخ مقرر کرنا تھی تو میں پاکستان میں تھا۔ میں نے احتیاط کے طور پر اپنے گھر والوں کو کہا کہ سب سے پہلے امیر صاحب کی مصروفیت کا معلوم کر کے پھر تاریخ مقرر کرنا اور پروگرام نامہ جلد دینا۔ بعد میں ایسا اتفاق ہوا کہ اسی روز قریب ہی ایک اور جماعت کے خاندان کی بارات یا ولیمہ تقریب بھی مقرر ہوگئی۔ اپنی جگہ ہم بھی متفکر ہو گئے کہ اب پتہ نہیں کیا بنتا ہے۔ میں نے کہا چلو پہلے پوچھ لیتے ہیں۔ تو مجھے فرمانے لگے میں نے ایک اصول بنایا ہوا کہ جو مجھے سب سے پہلے بلائے میں اس تقریب میں شمولیت کا وعدہ کرتا ہوں اور بعد والوں سے معذرت کر لیتا ہوں تا کہ ایک ہی جگہ سکون سے دعا میں شمولیت کرسکوں۔

میری پوتی جو چند ماہ کی تھی جب بیمار ہو اور فوت ہوئی تو بار بار تشریف لائے اور ساتھ اپنے مہمان خانے سے کھانا بھی بھجوانا شروع کر دیا۔ عرض کی امیر صاحب! اس کی کیا ضرورت ہے؟ یہاں کون سے ہمارے باہر کے مہمان ہیں ہم ہی تو ہیں۔ فرمانے لگے جماعت ایک خاندان ہے اس لیے ہمارا فرض ہے کہ ایسے موقع پر اکٹھے بیٹھ کر کھائیں۔

میں ایک دفعہ اکیلا یہاں تھا کہ اچانک شدید بیمار ہوگیا اور مسجد سے کافی دور اور شہر کے بالکل دوسرے سرے پر ہسپتال میں مجھے جلد سرجری کے لیے داخل ہونا پڑا تو میں نے دعا کے لیے عرض کی۔ تو فرمایا گھبرانا نہیں۔ میں سمجھا کہ یہاں اتنی دور کون آئے گا میری تیمارداری کرنے کے لیے، جب عمل جراحی اور ہوش میں آنے کے بعد ڈاکٹرز نے عام مہمانوں کو ملنے کی اجازت دی تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ چند خدام کے ساتھ میرے سرہانے کھڑے ہیں۔ جب میرے بھائی جان نے آپ کو فون کیا کہ محمود صاحب سے پتہ کروں تو انہیں تسلی دی اور کہا میں تو مل کر آیا ہوں۔ آپ کوئی فکر نہ کریں چند دنوں تک گھر آجائے گا۔

جب بھی کسی بچی کے ساتھ گھریلو جھگڑے کا سنتے تو سخت پریشان ہو جاتے اور دعا شروع کر دیتے اور کوشش کرتے کہ جتنی جلدی ہو مسئلہ بہتری کی طرف حل ہو نہ کہ بگاڑ بڑھے اور بچیوں کے حقوق کا اس حد تک خیال فرماتے کہ کوئی اپنی حیثیت سے کم حق مہر نہ لکھائے اور بچیوں کی تعلیم اور اپنی فیلڈ میں کام کرنے کے متعلق کھل کر حوصلہ افزائی فرماتے۔

ایک دفعہ مجھے اور ایک فیجی کے وکیل احمدی دوست کو ایک بچی کے گھریلو تنازع کی کمیٹی بنا کر بھجوایا۔ واپسی پر میں حاضر ہوا اور رو کر معذرت کرنے لگا کہ مجھے آئندہ کسی ایسی کمیٹی میں نہ بھجیں تو فرمایا تم تو جوان آدمی ہو اور میں جو کمزور ایسے درجنوں معاملات کو سنتا ہوں اور سوچو! خلیفہ وقت کے دل کا کیا حال ہوگا۔

آپ کی الفت اور محبت ہر کسی سے ایسے ہی تھی۔ ایک دن فرمایا کچھ مہمان آرہے ہیں اور آپ سب نے بھی جمعہ کی شام کا کھانا ہمارے ساتھ کھانا ہے۔ میں اپنے خیال میں جمعہ کی شام کا مطلب سمجھا کہ جو شام نماز جمعہ کے بعد آتی ہے۔ اس وقت گھر سے دور تھا، ادھر جمعرات کی شام دیر میں آپ کا فون آیا کہ لگتا ہے ابھی کام ختم نہیں ہوا۔ میں نے کہا امیر صاحب! حکم۔ فرمانے لگے ہم کھانے پر انتظار کر رہے ہیں۔ جب میں نے کہا وہ تو کل جمعہ کی شام نہیں۔ مسکرا کر کہنے لگے ہماری تو جمعہ کی شام آج ہے اس لیے آجاؤ ہم مزید انتظار کر لیتے ہیں۔ نہ کوئی غصہ نہ گلا شکوہ، واہ کیا انسان تھا۔

میں ایک دفعہ پاکستان جانے سے قبل ملنے گیا تو مجھے فرمایا اچھا یہ چند چیزیں میری بھی لے جاؤ اور خود فلاں کے ہاتھ میں دینی ہیں اور جب ایک آپ کے پرانے واقف کار کو جا کر دیں تو وہ تھوڑی دیر بعد کھول کر میرے پاس لائے کہ واہ محمود صاحب وہاں اتنا عرصہ بعد بھی نہیں بھولے کہ یہ چیز میری کمزوری ہے اور آسٹریلیا سے بہت اعلیٰ ملتی ہے۔

یہاں ایک امتحانی پرچہ جو سب انصار بھائیوں نے سہ ماہی میں حل کرنا ہوتا تھا جس پر واپسی کی ایک تاریخ مقررہ لکھی ہوتی تھی کیونکہ آپ ہمارے حلقہ میں تھے سب سے جو پہلا حل شدہ پرچہ ہمیشہ مجھے بطور زعیم وصول ہوتا وہ آپ کا ہی ہوتا۔ کبھی یہ خیال نہ کیا کہ مجھے کیا ضرورت ہے حل کرنے کی میں تو پورے ملک کا امیر جماعت ہوں۔ ایک دفعہ میں مسجد میں نظر نہ آیا تو میرے بیٹے کو بلا کر حل شدہ پرچہ گھر بھجوا دیا۔

دین و دنیا

میں اپنے پراپرٹی کے کاروبار کے لحاظ سے مقامی کونسلوں اور علاقے میں ایک سیاسی پارٹی کے ساتھ ہمدردی و ممبر شپ رکھتا تھا۔ میٹنگز وغیرہ پر بڑے بیٹے ساتھ چلے جاتے جس سے ان کا بھی علاقے کے سیاسی لوگوں سے تعارف ہوگیا تو کچھ عرصہ بعد میرا ایک بیٹا جو اس وقت بھی یونیورسٹی کا طالب علم تھا وہ پارٹی کا صوبائی سطح پر انچارج بن گیا۔ جب آپ کو اس بات کا علم ہوا تو اسے فرمایا فلاں دن مجھے ملو، میں سمجھا کہ ڈانٹ ڈپٹ کریں گے کہ تم اس عمر میں کن کاموں میں پڑ گئے ہو۔ مگر پیار کے ساتھ بڑی خوشی کا اظہار کیا اور کافی اہم مشوروں کے ساتھ خوب حوصلہ افزائی فرمائی کہ اچھا ہے۔ فرمایا مگر پڑھائی کی طرف پوری توجہ رکھنا آگے بڑھو اور مزید ترقی کرو احمدیوں نے ہر میدان میں کامیاب ہونا ہے ان شاء اللہ۔

غرض گزشتہ 40-42 سالوں کی فلم ہے جو کہ یہاں مکمل نہیں لکھی جاسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو جماعت احمدیہ کو دین میں ہمیشہ سے ایک مقام عطا فرما رکھا ہے، مگر اب دنیادار مخالفوں اور حاسدوں کی نظر میں، دنیا میں بھی احمدی اپنی بصیرت سے ایک نمایاں اور عالی مقام رکھتے ہیں اور وہ مخالف اس کا بھی رونا ہر جگہ روتے رہتے ہیں۔ میں بھی اچھی طرح جانتا ہوں مرحوم محمود احمد صاحب دنیاوی تعلقات کے لحاظ سے بھی بڑا ہی گہرا تدبر، حوصلہ اور وسیع النظر تھے۔ دنیاوی تعلقات بھی بنانا، پالنا، پھر وقار سے نبھانا بخوبی جانتے تھے اور آپ نے حالات کی تبدیلی کے باعث نہ کبھی کسی سے آنکھ اٹھا کر اور نہ جھکا کر دیکھا، بلکہ مشکل وقت میں زیادہ توجہ فرماتے۔ مجھے یہاں کے مشہور اردو اخبار کے ایڈیٹر سے ہر وقت رابطہ کرنے کا فرماتے کہ ان کو کسی چیز کی ضرورت تو نہیں۔

یہاں ان موجودہ تمام ثمرات کے حصول میں آپ کی اس دوراندیش سوچ اور محنت کا ایک بہت نمایاں حصہ ہے۔

دوسری طرف ان کی سادگی یہ کہ کہیں اچانک چلے جاؤ تو ہو سکتا ہے کہ چارخانی پنجابی/بنگالی دھوتی پہنے گھر سے باہر سیر کرتے نظر آجائیں۔ عاجزی یہ کہ نہ کبھی گفتار میں وہ عالمانہ و فاضلانہ فقرہ بازی، کسی کے ہاں گئے تو یہ نہیں کہ بڑھ چڑھ کر گفتگو پر کمانڈ حاصل کریں۔

غرض آپ کے اخلاق، عادات کی کون کون سی خوبی بیان کریں۔ آپ کے شب و روز بھی ایسے عام ہی تھے۔ آپ ایک انتہائی مہمان نواز، دلجو، بہترین منتظم، حلیم الطبع، انسانوں اور پیاروں کے جذبات اشاروں سے سمجھنے والے، ہمدرد اور اپنے مقصود پر جان کے ساتھ ساتھ ہر چیز قربان کرنے والے، دوسروں کی کوتاہیوں کو درگزر اور خوبیوں کو اچھالنے والے عاجز وجود تھے۔ آپ نے خلافت احمدیہ کا در اس طرح پکڑا کہ اپنا وطن، خاندان، ماں باپ، بہن بھائی اس در کی خاطر چھوڑے اور اس بستی جا بسے جہاں نہ اپنی زبان نہ وہ اپنا کلچر مگر کبھی پھر مڑ کر پیچھے نہ دیکھا اور ہر چیز کے حصول کی کنجی یہ در ہی بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائے۔ اس گلستان آسٹریلیا کو شاداب اور ترقی کی راہوں پر ڈالنے والا یہ مالی رہتی دنیا تک جب جب اس گلستان کے پھول کھلتے جائیں گے جس کی اس نے اپنے خون جگر، جوانی، حکمت، تدبر، حوصلے، بردباری اور جذبہ عشق سے اس باغ کی آبیاری کی ضرور یاد آتا رہے گا اور ان شاء اللہ یاد رکھا جائے گا۔ جو پودے میری طرح کمزور، سست ہوتے ان کو مزید اپنی حفاظت و محبت کے حصار میں لے لیتا، ان کو گردش زمانہ کی بارشوں، آندھیوں سے بچاتا۔ اس مالی نے تو خود اسی گلستان کی کیاریوں کا حصہ بن کر ہمیشہ ہمیش کے لیے اس کو سرسبز و آباد تو کر دیا ہے اور ایک مثال بنا دی کہ باغ احمد کے باغیچے سے "سلطان نصیر" کا پھول بن کر کیسے کھلا جاتا ہے اور باقیوں کو بھی تو ایک راہ پا دے گیا کہ مشکل نہیں، ہمت نہ ہارو، مجھ پر بھی نابلدِ زباں کے تاثرات رکھے جاتے تھے۔

اللہ ان کے عزیز اقارب اور ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

طیبہ حبیب۔ کینیڈا

حدیقۃ النساء

پردہ میں بے پردگی

پردہ سے مراد

اردو لغت میں پردہ کے معنی۔ گھونگٹ۔ روک۔ راز چھپانا۔ اسلامی اصطلاح میں پردہ سے مراد عورت کا اپنے جسم کو ہر بُری نظر سے بچانے کے لئے ڈھانپ کر رکھنا ہے۔ پردہ کا یہ خدائی حکم عورت کی حفاظت کا ضامن ہے۔ یہ ڈھال ہے جو اسے کسی بھی مفسد خیال آدمی کے بد ارادوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ پردہ عورت کی حفاظت کا وہ ذریعہ ہے جو اسے غلط قسم کے الزام کی زد میں آنے سے بچاتا ہے اور نفس بھی پھسلنے سے بچا رہتا ہے۔ الغرض پردے کا حکم قادر مطلق نے عورت ہی کے تحفظ کی خاطر نازل فرمایا ہے۔

پردہ ہے روایت عصمت کی، پردہ ہے علامت عفت کی
عورت کے تقدس کی خاطر کوئی اس سے حسین تدبیر نہیں

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

’’اگر سر ڈھانپا جائے، حجاب پورا لیا جائے اور لباس ٹھیک طرح ہو جس سے زینت ظاہر نہ ہوتی ہو تو یہ پردہ ہے جو حقیقت میں ہر احمدی عورت کو کرنا چاہئے‘‘

(جلسہ سالانہ برطانیہ 26/ جولائی 2008ء)

قرآن مجید میں پردہ کا حکم

قرآن مجید میں پردہ کے بارے میں بہت واضح ہدایات ہیں ان میں غضّ بصر (مرد و عورت دونوں کے لئے) زینت کو چھپانا، بڑی عمر کی عورتوں کے لئے پردے کے احکامات میں نرمی، بالغ بچوں کے لئے خصوصاً اور چھوٹے بچوں کے لئے عموماً خوابگاہوں میں داخل ہونے کے بارے میں احتیاط کے تین اوقات وغیرہ شامل ہیں۔

سورۃ الاحزاب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۶۰﴾

(الاحزاب: 60)

ترجمہ: اے نبی! تُو اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی چادروں کو اپنے اوپر جھکا دیا کریں۔ یہ اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچانی جائیں اور انہیں تکلیف نہ دی جائے اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اسلام نے جو یہ حکم دیا ہے کہ مرد عورت سے اور عورت مرد سے پردہ کرے اس سے غرض یہ ہے کہ نفس انسانی پھسلنے اور ٹھوکر کھانے کی حد سے بچا رہے‘‘

(ملفوظات جلد چہارم)

پردہ میں بے پردگی کے دو پہلو

1. اپنی بے پردگی کو پردہ میں رکھنا یعنی چھپانا
2. بظاہر پردہ کرنا جس میں بے پردگی ہوتی ہو

اپنی بے پردگی کو پردہ میں رکھنا یعنی چھپانا

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جرمنی کے جلسہ سالانہ پر عورتوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’میں نے دیکھا ہے کئی عورتیں جو بے پردہ ہونے لگیں ہیں تو وہ ایسا کرتی ہیں کہ جب کوئی واقف یا محرم مرد سامنے آجائے تو اس سے پردہ کر لیتی ہیں اور جب غیروں کے سامنے جاتی ہیں تو پردہ اتار دیتی ہیں‘‘۔

(خطبات طاہر جلد اول صفحہ 117)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

’’مجھے ان کی بات سے فکر پیدا ہوئی کہ کہیں یہ تو نہیں کہ جب یہاں میرے سامنے آتی ہیں، ملاقات کے لئے آرہی ہوتی ہیں تو پردہ کر کے یا زیادہ بہتر پردہ کر کے آرہی ہوں۔ اگر آپ ملاقات کے وقت آتے ہوئے پردہ کر کے یا برقع پہن کر یا اچھی طرح چادر اوڑھ کے یا سکارف باندھ کے اس لئے آرہی ہوں کہ ہمیں عادت پڑ جائے تو پھر ٹھیک ہے۔ لیکن اگر اس لئے آرہی ہوں کہ میرا خوف ہے کہ میں کچھ کہوں نہ، تو آپ کو میرا خوف کرنے کی بجائے خدا تعالیٰ کا خوف کرنا چاہئے‘‘۔

(خطاب بر موقع جلسہ سالانہ کینیڈا 25/ جون 2005ء)

اس بے پردگی کا احساس اُس وقت بھی ہوتا ہے جب کسی مال، کسی Function میں پردہ سے لاپرواہی کرنے والی خاتون کو نیشنل، ریجنل، یا لوکل عاملہ کی کوئی ممبر نظر آجائے تو وہ ان سے گریز کرتے ہوئے خود کو چھپانے کی کوشش کرتی ہیں یا اگر گلے میں دوپٹہ موجود ہو تو اس سے سر ڈھانپتی ہیں اور ایسی صورت حال بھی دیکھنے میں آتی ہے جب مسجد یا جلسہ گاہ کے پاس پہنچ کر اپنی بے پردگی کو درست کر رہی ہوتی ہیں۔ ایسی ہی صورت حال کو محترمہ امۃ الباری ناصر نے اس طرح بیان فرمایا ہے۔

ے پردہ نہیں ہے مردوں سے مسجد سے ہے ضرور ہے
مسجد قریب آئے تو پردہ کرے کوئی

طالبات (اسکول، کالج، یونیورسٹی) کے بارے میں اس قسم کی شکایات بھی ملتی ہیں کہ گھروں سے تو کوٹ اور حجاب کے ساتھ نکلتی ہیں مگر یہ صرف جائے تعلیم تک پہنچنے کے لئے ہوتا ہے پھر سارا دن لاکر (Locker) کی زینت بنا رہتا ہے۔ والدین کو تسلی ہوتی ہے کہ ہماری بچی پردہ کے تقاضے پورے کر رہی ہے۔ مگر حقیقت ان سے چھپی رہتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کی بیٹی کی بے پردگی ان سے پردہ میں رہتی ہے۔

اس وقت ہم جس معاشرہ کا حصہ ہیں یہاں مرد و عورت کی برابری کے جو درجات معین کئے گئے ہیں اسی کا تو یہ پھل ہے کہ عورتیں حیا اور پاک دامنی کی بہت واضح تعلیمات کو بھول کر بظاہر بے پردگی کے فیشن کو اپنا چکی ہیں۔ برقعہ پہن کر غیر مردوں سے مصافحہ، مکسڈ پارٹیوں میں شمولیت، کیا یہ اپنی تعلیمات کی چادر میں لپٹا ہوا وہ جھوٹ نہیں جو اصل تعلیمات سے فاصلہ اور دوری پر ہے۔ ے

جو خدا کا حکم ہے واضح بھی ہے آسان بھی
قابل عزت وہی لیلیٰ ہے جو محمل میں ہے

بظاہر پردہ کرنا جس میں بے پردگی ہوتی ہے

یہ صورتِ حال بھی دیکھی گئی ہے کہ خود کو تسلی ہوتی ہے کہ ہم پردہ کر رہی ہیں مگر یہ پردہ قرآنی احکام کو پوری طرح ادا کرنے والا نہیں ہوتا یا یوں کہا جا سکتا ہے کہ ایسی خواتین پردہ کرنے کے باوجود پوری طرح باپردہ خواتین کے زمرے میں نہیں آتیں۔ اسی طرف متوجہ کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

’’بعض تو سادہ برقعے ہوتے ہیں بعض ضرورت سے زیادہ کڑھائی اور موتی لگا کر پہنے جاتے ہیں گویا نظروں سے بچنے کے لئے پردہ کرنے کا جو حکم دیا گیا تھا اسے توجہ کھینچنے کا ذریعہ بنایا جا رہا ہے‘‘۔

(8/ اکتوبر 2016ء جلسہ سالانہ کینیڈا۔ مستورات سے خطاب)

یعنی اس قسم کا پردہ جو کسی مرد کی توجہ، اس کی نظر کو اپنی طرف اٹھنے پر مجبور کرے درست پردہ نہیں ہے۔ یہ رواج بھی عام ہوتا جا رہا ہے کہ لمبا کوٹ تو پہن لیا جاتا ہے مگر اس پر بٹن یا تو ہوتے ہی نہیں یا صرف ایک ہوتا ہے۔ گویا پردہ کی خوش فہمی میں بے پردگی ہو جاتی ہے۔

پردہ صرف یہ نہیں کہ غیر مرد عورت کو نہ دیکھ سکے بلکہ عورت کے لئے بھی غیر مرد کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا پردہ کے تقاضوں کے خلاف ہے۔ حضرت اُم سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں اور حضرت میمونہؓ آنحضرت ﷺ کے پاس تھیں کہ ایک نابینا صحابی ابن ام مکتومؓ حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے ہم دونوں کو ان سے پردہ کرنے کا کہا۔ میں نے عرض کیا۔ کیا وہ نابینا نہیں؟ وہ ہمیں دیکھ نہیں سکتا۔ حضور ﷺ نے جواب دیا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو کہ اس کو دیکھ نہیں سکتیں؟

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب النکاح)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے کہ

’’اگر پردہ کر کے، برقعہ پہن کر ہر آنے جانے والے کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا شروع کر دیں تو پھر اس پردے کا تو فائدہ نہیں ہے۔ یہ تو ایک لباس ہے جو آپ نے پہنا ہوا ہے۔ نظروں میں حیا ہونی چاہئے۔ نظریں نیچی رہنی چاہئیں یہ حکم ہے‘‘۔

(خطبہ جمعہ 3/ جولائی 2004ء)

نوکروں کا گھروں میں بلا اجازت آنا جانا، آزادانہ ماحول، پڑوسیوں، دوستوں اور کزنوں سے ہنسی ٹھٹھا، مکسڈ پارٹیوں میں شمولیت رواج پا جانے والی وہ برائیاں ہیں جو پردے میں بے پردگی کا واضح ثبوت ہیں کیونکہ یہ وہ خواتین ہیں جو باہر تو پردہ میں نظر آتی ہیں مگر در اصل پردہ میں بے پردگی کی مرتکب ہوتی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’بعض جگہوں پر یہ بھی رواج ہے کہ ہر قسم کے ملازمین کے سامنے بے حجابانہ آجاتے ہیں تو سوائے گھروں کے ملازمین یا وہ بچے جو گھروں میں پلے بڑھے یا پھر بہت ہی ادھیڑ عمر کے ہیں جو اس عمر سے گزر چکے ہوں کہ کسی قسم کی بدنظری کا خیال پیدا ہو یا گھر کی باتیں باہر نکالنے کا ان کو کوئی خیال ہو۔ اس کے علاوہ ہر قسم کے لوگوں سے، ملازمین سے پردہ کرنا چاہئے‘‘۔

(خطبہ جمعہ 30/ جنوری 2004ء)

جلسہ سالانہ مستورات سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’نفس کو پھسلنے سے بچانے کے لئے پردہ کرو تو بقیہ صفحہ 13 پر

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 66

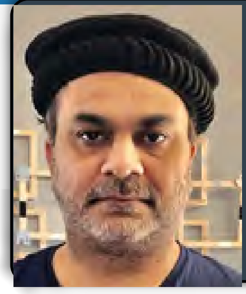

گزشتہ چند اسباق سے اردو زبان میں اسمائے کیفیت Abstract Nouns بنانے کے طریقوں پر بات ہو رہی ہے۔ اسی سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہیں۔

گزشتہ سبق کا اختتام ان الفاظ یا امر کے صیغوں پر ہوا تھا جن کے آخر پر ش یا یش کا اضافہ کرنے سے اسمائے کیفیت بن جاتے ہیں اور اسم کیفیت ایک وسیع اصطلاح ہے A grammatical term with a very general and wide range. تاہم اس کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے ہم اس کی تعریف پیش کرتے ہیں۔

Nouns can name concrete things, although sometimes they might be intangible things, such as concepts, activities, or processes. Some might even be hypothetical or imaginary things. Such nouns are called abstract nouns.

اسما یعنی نام مادی چیزوں کے ہوتے ہیں جیسے انسان، گھر، سائیکل وغیرہ مگر بعض اوقات یہ ان چیزوں کے نام ہوتے ہیں جنہیں ہم نہ تو پکڑ سکتے ہیں نہ چھو سکتے ہیں جیسے تصورات، نظریے، سرگرمیاں اور مختلف مراحل جیسے آزادی ایک تصور ہے جسے آپ چھُو تو نہیں سکتے پکڑ بھی نہیں سکتے مگر آپ جانتے ہیں کہ وہ ہے۔ اسی طرح ورزش، سازش، تربیت، تعلیم وغیرہ سرگرمیاں ہیں اور یہ بھی اسما ہیں۔ بعض اوقات تو محض فرضی یا تصوراتی چیزوں کے بھی نام ہوتے ہیں۔ جیسے بھوت Ghost آسیب وغیرہ۔

پس، یش یا ش کا اضافہ کرنے سے بننے والے اسما کی مثالیں یہ ہیں۔ سوزش، آزمایش، گردش، گزارش، مالش۔

اسی طرح ’’اک‘‘ کے بڑھانے سے بھی اسم بنتے ہیں جیسے خوراک، پوشاک وغیرہ۔

2۔ اسم فاعل یعنی ایسا اسم Noun جو کسی پیشہ یا ہنر سے منسلک شخص کا نام ہو۔ ایسے اسم مستقل بھی ہوتے ہیں جیسے استاد، طبیب وغیرہ مگر ضرورت کے تحت مزید اسما بنائے جاتے ہیں۔ والا لگانے سے بعض اسما بنتے ہیں جیسے رکھوالا Guard، گوالا Dairyman۔

ہار یا ہارا لگانے سے بھی اسم فاعل بنتا ہے اور اب کثرت استعمال سے محض ر یا آرا، اور آر لگا دیا جاتا ہے اور بعض اوقات ’’ی‘‘ لگانے سے بھی ایسے اسم بنتے ہیں۔ جیسے لکڑ ہارا woodcutter، پن ہارا water carrier، گھسیارا یعنی گھاس کاٹنے والا، جانوروں کا چارا کاٹنے والا۔ اس لفظ کو تمسخر یعنی مذاق اڑانے یا حقارت سے پکارنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ پنسارا اور پنساری A vendor of drugs/ grocer۔ مولوی عبدالحق صاحب لکھتے ہیں کہ ہار سنسکرت زبان کے لفظ کارک سے بگڑ کر بنا ہے جس کے معنی ہیں آنے والا۔ اسی طرح بنجارا paddler، بھٹیارا یعنی بھٹی پر کام کرنے والا Baker، سنار، سنارا goldsmith، لوہار blacksmith۔ ’’ی‘‘ لگانے سے جیسے کھلاڑی، پنساری وغیرہ۔

’’ایرا‘‘ لگانے سے بھی اسم فاعل بنائے جاتے ہیں جیسے لٹیرا Looter، سپیرا snake charmer، گھیرا یعنی چاروں طرف سے گھیر لینا، محاصرہ کر لینا، کپڑے کے طول و عرض کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے Siege/ circumference۔ سویرا، پھیرا وغیرہ۔

3۔ بعض دیگر صورتیں مختصر بیان کرتے ہیں۔ ’’یا‘‘ کے اضافے سے جیسے گڈریا، گدڑیا، پڑیا، بڑھیا۔ ’’ؤ‘‘ کے اضافے سے جیسے کماؤ یہ ایک اسم صفت ہے یعنی ایسا noun جو بطور adjective کے استعمال ہوتا ہے جیسے کماؤُ یعنی محنتی اور خوب کمانے والا، بکاؤُ یعنی قابل فروخت یا ایسا انسان جو پیسوں کے لئے کچھ بھی کرتا ہو۔ جیسے کہتے ہیں کہ میں بکاؤُ مال نہیں ہوں۔ یعنی آپ مجھے لالچ دے کر خرید نہیں سکتے میں سچ پر قائم رہوں گا۔ یہ سب چیزیں بکاؤُ ہیں۔ یعنی بیچی جا رہی ہیں۔ ’’ہا‘‘ سے اسم جیسے چرواہا، پرواہا (طباق کی شکل کا سلا اور بال بھرا ہوا نمدہ جو پلنگ کے سرہانے کی طرف پایوں کے نیچے رکھتے ہیں) a kind of cushion۔ ’’وا‘‘ سے بننے والے اسم جیسے جان لیوا یعنی لاعلاج، مہلک fatal، نام لیوا یعنی نام لینے والا، وارث an heir,,son,follower,devotee۔ کڑوا، پُروا یعنی مشرقی ہوا۔ ’’اک‘‘ سے جیسے تیراک swimmer۔ ’’تا‘‘ سے جیسے داتا، ماتا mother چھاتا umbrella، ناتا relation، کھاتا register/ account۔ ’’کڑ‘‘ سے اسم بھلکڑ forgetful، بتنگڑ to amplify/ exaggerate an issue or word of mouth۔ پھکڑ یعنی بے سروپا باتیں کرنے والا، کنگال، ناشائستہ بات broke/indecent language۔ نکڑ یہ اسم نوک کو مزید چھوٹا کر کے ظاہر کرنے کے لئے استعمال ہوتا اس کا ایک اور مطلب موڑ ہے جہاں گلی یا راستہ ختم ہوتا ہے یا مڑتا ہے Corner۔ جھکڑ یعنی آندھی طوفان strong wind/ hurricane۔ اس کے علاوہ بعض فارسی علامتیں مثلاً گر، گار، کار وغیرہ آخر پر لگانے سے بھی نئے اسما بنتے ہیں جیسے کاریگر skillful worker، خدمتگار servant/ helper/ assistant، مددگار، دستکار craftsman۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت ﷺ کی اصلاح نہایت وسیع اور عام اور مسلّم الطوائف ہے اور یہ مرتبہ اصلاح کا کسی گزشتہ نبی کو نصیب نہیں ہوا اور اگر کوئی عرب کی تاریخ کو آگے رکھ کر سوچے تو اسے معلوم ہو گا کہ اس وقت کے بت پرست اور عیسائی اور یہودی کیسے متعصب تھے اور کیونکر ان کی اصلاح کی۔ صدہا سال سے نومیدی ہو چکی تھی۔ پھر نظر اٹھا کر دیکھیے کہ قرآنی تعلیم نے جو ان کے بالکل مخالف تھی کیسی نمایاں تاثیریں دکھلائیں اور کیسی ہر یک بداعتقادی اور ہر یک بدکاری کا استیصال کیا۔ شراب کو جو ام الخبائث ہے دور کیا۔ قمار بازی کی رسم کو موقوف کیا دُختر کُشی کا استیصال کیا اور جو انسانی رحم اور عدل اور پاکیزگی کے برخلاف عادات تھیں سب کی اصلاح کی۔ ہاں مجرموں نے اپنے جرموں کی سزائیں بھی پائیں۔ جن کے پانے کے وہ سزاوار تھے۔ پس اصلاح کا امر ایسا امر نہیں ہے جس سے کوئی انکار کر سکے۔

(نورالقرآن نمبر 1 روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 366 حاشیہ)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

مسلّم الطوائف: بین الاقوامی طور پر قوموں اور قبائل کی جانب سے تسلیم شدہ۔ یعنی جس بات کا بین الاقوامی سطح پر اعتراف کیا گیا ہو Internationally recognised and acknowledged

وسیع اور عام: سب میں پایا جانے والا، سب کو پہنچنے والا، جو کسی جگہ یا حلقے کے لیے مخصوص نہ ہو، سب میں جانا پہچانا۔ comprehensive and common۔

عرب کی تاریخ کو آگے رکھ کے: In the context of Arab's history

متعصب: biased/ jealous

صدہا: کئی سو سال For centuries

نومید: نا امید despair

ہر یک: ہر ایک۔

نمایاں تاثیریں: واضح فرق، غیر معمولی اثرات، تبدیلیاں۔

استیصال: قلع و قمع، بیخ کنی، جڑ سے اُکھاڑ دینا۔

ام الخبائث: تمام برائیوں کی جڑ یا وجہ۔ بدیوں، گناہوں کی ماں۔ عام طور پر شراب کو کہا جاتا ہے۔ liquor/alcohol

قمار بازی: ایسا کھیل یا بازی جس میں شرط لگائی جائے، جُوا Gambling۔

موقوف: ترک کرنا، منسوخ کرنا، روک دینا۔ Ceased

دختر کشی: بیٹی کو قتل کر دینے کا عمل۔

سزاوار: مستحق deserved to be punished or rewarded۔

میاں محمد اسحاق طارق صاحب کی وفات

مکرم ایم۔ ایم۔ طاہر یہ افسوس ناک اطلاع دیتے ہیں:

محترم میاں محمد اسحاق طارق آف ڈیفنس لاہور مؤرخہ 8/ نومبر 2022ء کو 76 سال کی عمر میں انتقال کر گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مؤرخہ 10/ نومبر 2022ء بروز جمعرات دن 11:30 بجے احاطہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ میں آپ کی نماز جنازہ محترم سید خالد احمد شاہ صاحب نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ دارالفضل میں قبر تیار ہونے پر مکرم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب نے دعا کروائی۔

آپ محترم ماسٹر میاں محمد ابراہیم جمونی صاحب سابق مبلغ امریکہ و ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کے بیٹے تھے۔ ربوہ کے مقدس ماحول میں پروان چڑھے اور یہیں تعلیم حاصل کی۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے حبیب بنک لمیٹڈ میں سروس کا آغاز کیا اور بطور سینئر وائس پریذیڈنٹ ریٹائر ہوئے۔ سروس کا عرصہ ربوہ اور لاہور میں گزرا۔ آپ مرنجان مرنج طبیعت کے مالک اور علمی ادبی ذوق رکھنے والی شخصیت تھے۔ آپ کے تعلقات عامہ کا دائرہ وسیع تھا۔ آپ کو کچھ عرصہ بطور نائب امیر جماعت ڈیفنس لاہور خدمت کا موقع ملا۔ سال 2014ء - 2015ء میں آپ زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ طاہر ڈیفنس لاہور رہے۔

پس ماندگان میں اہلیہ مکرمہ ناصرہ اسحاق بنت صوبیدار میجر بشیر احمد صاحب کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

انصار اللہ برکینا فاسو کی چوتھی مجلس شوریٰ کا انعقاد

رپورٹ: چوہدری نعیم احمد باجوہ۔ نمائندہ الفضل آن لائن برکینا فاسو

برکینا فاسو میں ذیلی تنظیمیں روز بروز ترقی کی منازل طے کر رہی ہیں۔ مجلس انصار اللہ ایک پروگرام کے تحت دوران سال سرگرمیاں جاری رکھتی اور اپنے ممبران کی تعلیم وتربیت کے لئے پروگرام بناتی رہتی ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق جماعت احمدیہ میں مجلس شوریٰ کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتی سطح پر نظام شوریٰ کے منظم قیام کے ساتھ ساتھ ذیلی تنظیموں میں بھی اس کا انعقاد باقاعدہ ہو چکا ہے۔

مجلس انصار اللہ برکینا فاسو کو امسال اپنی چوتھی مجلس شوریٰ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ یہ مجلس شوریٰ 8 اور 9/ اکتوبر 2022ء کو جماعتی ہیڈ کوارٹرز کی سنٹرل مسجد بیت المہدی واگادوگو میں منعقد ہوئی۔ 8/ اکتوبر بروز ہفتہ پہلے اجلاس کی کارروائی کا آغاز بصدارت مکرم محمود ناصر ثاقب امیر جماعت برکینا فاسو شام چار بجے ہوا۔ تلاوت مکرم جارا محمد صاحب نے کی جس کا فرنچ ترجمہ زونو صاحب نے پیش کیا۔ مکرم امیر صاحب نے افتتاحی دعائی کروائی۔ صدر مجلس انصار اللہ کابورے سلیمان صاحب نے انصار اللہ کا عہد دہرایا۔ اس کے بعد وِدراگو الیاس صاحب قائد عمومی نے گزشتہ سال کی مجلس شوریٰ کی سفارشات پر ہونے والی کارروائی کی رپورٹ پیش کی۔ گزشتہ سال مجلس شوریٰ میں رشتہ ناطہ کے متعلق تجویز پیش ہوئی تھی۔ قائد صاحب نے بتایا کہ مجلس شوریٰ کی سفارشات کے پیش نظر دوران سال رشتہ ناطہ کے شعبہ کو فعال بنایا گیا اور تمام مجالس میں سیکرٹری رشتہ ناطہ مقرر کیے گئے۔ احباب جماعت کو اس اہم شعبہ کے متعلق معلومات دینے کے لئے عشرہ منایا گیا اس دوران میں اجلاسات، خطبات، تقاریر اور انفرادی روابط کے ذریعہ احباب کو اس طرف متوجہ کیا گیا۔ رشتہ ناطہ کی ماہانہ رپورٹ باقاعدگی سے مرکز بھجوائی جا رہی ہے۔

رپورٹ کے بعد سال 2022ء کی مجلس شوریٰ کا ایجنڈا پیش کیا گیا جس کے مطابق بجٹ کے علاوہ درج ذیل ایک تجویز زیر غور تھی۔

''موجودہ صورت حال میں انصار کو زیادہ سے زیادہ نماز باجماعت پڑھنے کی ترغیب دینے کے لئے مجلس شوریٰ حکمت عملی وضع کرے۔''

مکرم امیر صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں ممبران مجلس شوریٰ کو توجہ دلائی کہ رشتہ ناطہ کا شعبہ اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ بنفس نفیس اس کی طرف توجہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ اپنے پاس بچوں اور بچیوں کے کوائف رکھتے اور رشتے تجویز فرماتے۔ آپ کی پیروی میں خلفائے کرام بھی شعبہ رشتہ ناطہ کی براہ راست نگرانی فرماتے رہے ہیں۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ہر ملک سے ماہانہ اس شعبہ کے متعلق رپورٹ طلب فرماتے ہیں۔ جماعت کے روشن مستقبل کے لئے بہت ضروری ہے کہ ہم کفو رشتے تلاش کئے جائیں اور سنت نبوی ﷺ کے مطابق دین کو ترجیح دی جائے۔ آپ نے کہا دوسرا اہم موضوع نماز باجماعت کا قیام ہے۔ ممبران مجلس انصار اللہ عمر کے اس حصہ میں ہیں جہاں نسلوں کی تربیت کی ذمہ داری براہ راست ان کے کندھوں پر ہے۔ یہ ایک مشکل اور مستقل کام ہے جو ہمارے عملی نمونے کے بغیر ممکن نہیں۔ نماز باجماعت کی طرف خود بھی بہت توجہ کریں اور اپنے اہل خانہ کے علاوہ ممبران جماعت کو بھی توجہ دلائیں تا کہ ہم سب حقیقی معنوں میں عبادت کا حق ادا کرنے والے بنیں۔

امیر صاحب کی تقریر کے بعد شوریٰ کی تجویز پر غور کرنے کے لئے سب کمیٹی کا قیام عمل میں آیا۔ خاکسار (نعیم احمد باجوہ پرنسپل جامعۃ المبشرین برکینا فاسو) کو کمیٹی کا صدر جبکہ وِدراگو الیاس صاحب کو سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ مجموعی طور پر سب کمیٹی میں 34 ممبران شامل کیے گئے۔ پہلے سیشن کے آخر پر مجلس انصار اللہ کا 2023ء کا بجٹ پیش کیا گیا۔ اس کے ساتھ پہلے دن کی کارروائی ختم ہوگئی۔

تربیتی سیمینار

اتوار 9/ اکتوبر کو صبح دس بجے شوریٰ کے دوسرے سیشن کا آغاز

ہوا۔ اس سیشن میں ممبران مجلس شوریٰ کے لئے ایک تربیتی سیمینار کا اہتمام کیا گیا تھا۔ سیمینار کا موضوع ''مجالس میں صلاۃ کمیٹی کا قیام اور اسے فعال بنانا'' تھا۔ قائد تربیت گاموسورے محمد اور لوکل مبلغ عبدالحئی وِدراگو نے ممبران شوریٰ کو اس بابت تفصیل سے ہدایات دیں اور ان کے سوالات کے جوابات دئے۔

اختتامی سیشن

ایک بج کر تیس منٹ پر شوریٰ کا آخری سیشن مکرم امیر صاحب کی زیر صدارت شروع ہوا۔ تلاوت کے بعد صدر مجلس انصار اللہ نے عہد دہرایا۔ بعد ازاں اس سال کی تجویز پر مرتب کردہ سفارشات کی رپورٹ سیکرٹری سب کمیٹی الیاس وِدراگو صاحب نے پیش کی۔ سب کمیٹی کی تمام سفارشات کے حق میں ممبران شوریٰ نے متفقہ طور پر اظہار رائے کیا۔ سیشن کے اختتام پر مکرم امیر صاحب نے تقریر کی۔ آپ نے تفصیل کے ساتھ ممبران شوریٰ کی توجہ قیام نماز اور رشتہ داریوں میں دین کے پہلو کو مدنظر رکھنے کی تلقین کی۔ دعا کے ساتھ چوتھی مجلس شوریٰ کا اختتام ہوا۔ شوریٰ میں کل ایک صد دس نمائندگان نے شرکت کی۔

بقیہ: پردہ میں بے پردگی...... از صفحہ 11

اس میں صرف پردہ یا حجاب کام نہ آئے گا اگر آپ برقعہ پہن کر مردوں کی مجلسوں میں بیٹھنا شروع کر دیں تو پردے کا مقصد فوت ہو جاتا ہے''

(3/ جولائی 2004 مستورات سے خطاب)

کپڑوں کا انتخاب کرتے وقت اگر پردہ کے تقاضے پورے نہیں ہو رہے تو یہ بھی بے پردگی ہی کا حصہ ہے۔ حضرت عائشہؓ سے بیان فرمودہ ایک حدیث ہے:

''اسماء بنت ابوبکرؓ آنحضرت ﷺ کے پاس اس حالت میں آئیں کہ وہ باریک کپڑے پہنے ہوئے تھیں۔ حضور ﷺ نے ان سے اعراض کیا اور فرمایا۔ اے اسماء! عورت جب بالغ ہو جائے تو اس کے لئے مناسب نہیں کہ منہ اور ہاتھوں کے سوا اس کے بدن کا کوئی حصہ نظر آئے۔''

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 472)

اسی امر کی طرف ایک اور پہلو سے توجہ دلاتے ہوئے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ نے فرمایا:

''اے عورت! تو ایسے باریک کپڑے کا برقعہ نہ پہن کہ اس میں سے تیرے کپڑے نظر آئیں۔''

(مصباح جنوری 2007ء)

ان ہدایات پر توجہ کی ضرورت ہے کیونکہ قمیص یا برقعے پر ایسے کپڑوں کے بازو لگانے کا رواج تو آج کے فیشن کا حصہ ہے جو مناسب نہیں کیونکہ بے پردگی کا عنصر ہے۔ جالی کے بازو یا برقعہ پہننے میں مغربی ممالک میں خصوصاً یہ رواج عام ہوتا جا رہا ہے کہ شادیوں کی دعوتوں میں پردہ کی خاطر عورتوں کے لئے بیٹھنے کا الگ انتظام تو کیا جاتا ہے مگر اسی ہال میں کھانا پیش کرنے کے لئے مرد بیرے اور تصاویر کے لئے مرد فوٹوگرافر آزادی سے گھوم رہے ہوتے ہیں۔ گویا الگ جگہ لے کر بظاہر پردہ کے باوجود بے پردگی کا انتظام کر دیا۔

یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خلافت کی نعمت سے سرفراز فرمایا ہے جو ہمیں بار بار ہماری کمزوریوں کے بارے میں اپنی قیمتی ہدایات سے نوازتے رہتے ہیں۔ اطاعت خلیفہ کے نظریہ سے ہماری تنظیم مرکزی بھی فَذَکِّرۡ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے ہمیں توجہ دلاتی رہتی ہے۔ ضرورت ہے تو اس امر کی کہ ان دینی مسائل کا مناسب طور پر اپنے پروگرامز میں تذکرہ کرتی رہیں تا کہ کہیں سستی نہ ہو سکے۔

حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے پردہ سے لاپرواہی کرنے والی خواتین کو اس طرح تنبیہ فرمائی:

''بعض خواتین ایسی بھی ہیں جو یہاں کے ماحول میں پردہ کی کماحقہ پابندی کو ضروری نہیں سمجھتیں۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ اگر وہ سمجھتی ہیں کہ اس ملک میں رہ کر پردہ نہیں کرسکتیں تو پھر انہیں انہی نتائج سے دوچار ہونا پڑے گا جن سے یہاں کی عورتیں دوچار ہیں۔''

(عورتوں کو نصیحت فرمودہ 2/ اگست 1980ء)

اللہ تعالیٰ کے احکامات میں سے کسی ایک حکم میں کمزوری، ایمان اور اللہ تعالیٰ سے محبت میں کمی ہے۔ چاہئے کہ سب مل کر اس کمزوری کے ختم کرنے میں اپنی بہنوں کی مدد کریں اور ہر وقت یہی دعا کریں کہ:

گناہوں سے بچا لے ہم کو یارب
نہ ہونے پائے کوئی ہم سے تقصیر

آمین

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION — Download on the App Store — Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

حامد اقبال۔شعبہ تاریخ جامعہ احمدیہ جرمنی

مقابلہ کسوٹی و مضمون نویسی

جامعہ احمدیہ جرمنی

خدا کے فضل سے مجلس علمی، جامعہ احمدیہ جرمنی کے تحت مؤرخہ 28/ اکتوبر 2022ء کو مقابلہ ’’کسوٹی‘‘ اور مؤرخہ 5/ اکتوبر 2022ء کو مقابلہ مضمون نویسی منعقد ہوا۔

مقابلہ کسوٹی

مقابلہ کسوٹی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم نعمان سوہل نے کی۔ بعد ازاں عزیزم سلمان احمد جوئیہ نے مقابلہ کے قواعد پڑھ کر سنائے۔

آج کے مقابلہ میں کل 6 ٹیموں نے حصہ لیا۔ ہر ٹیم تین طلبہ پر مشتمل تھی۔ ہر ٹیم کو مطلوبہ جواب بوجھنے کے لئے 4 منٹ کا وقت اور 20 سوالات کرنے کی اجازت تھی اور اسی طرح ہر سوال 20 سیکنڈ کے اندر اندر کرنے کی اجازت تھی۔ مقابلہ میں جو ٹیم جتنے کم وقت اور کم سوالات میں جواب بوجھ لے پوزیشن کی حق دار قرار پاتی ہے۔ آج کے مقابلہ میں مکرم طارق احمد ظفر (منصف اعلیٰ)، مکرم عثمان احمد چیمہ اور خاکسار نے منصفی کے فرائض ادا کئے۔

پروگرام کے اختتام پر منصف اعلیٰ نے نتائج کا اعلان کیا۔ مقابلہ کی اول ٹیم عزیزان ماہد حسین، عمر رشید (درجہ رابعہ) اور شہزاد احمد اعجاز (درجہ ثالثہ) نے حاصل کی جبکہ دوسری پوزیشن عزیزان لقمان احمد، ارسلان احمد چیمہ (درجہ خامسہ) اور فرحان احمد منظور (درجہ ثالثہ) نے حاصل کی۔ مقابلہ کا اختتام دعا کے ساتھ ہوا۔

مقابلہ مضمون نویسی

مقابلہ مضمون نویسی کے لئے ’’آنحضور ﷺ بطور مربیٔ اعظم‘‘ موضوع منتخب کیا گیا۔

مقابلہ کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوا جو عزیزم فیاض احمد نے کی۔ بعد میں نگران مجلس علمی مکرم سرفراز احمد نے قواعد پڑھ کر سنائے۔

مضمون لکھنے کے لئے طلبہ کو ایک گھنٹے کا وقت دیا گیا۔ اس مقابلہ میں کل 19 طلبہ نے حصہ لیا۔ مقابلہ کے نتائج کے مطابق اوّل پوزیشن عزیزم مبارز احمد بھٹی، درجہ خامسہ نے حاصل کی۔ دوسری پوزیشن عزیزم حافظ احتشام احمد، درجہ شاہد نے اور تیسری پوزیشن عزیزم طلحہ احمد نعیم، درجہ شاہد نے حاصل کی۔

ایک سبق آموزبات

اللہ

انسان کا بہترین دوست اللہ ہے جو کوئی بھی اسے کامل یقین اور سچے دل سے پکارے تو بہت جلدی مان جاتا ہے اور کبھی بھی اپنے در سے مایوس نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی تڑپ کو ضائع نہیں کرتا۔ اپنی مانگی ہوئی دعاؤں پر یقین رکھیں وہ رحمان ہے رد نہیں کرے گا۔

مرسلہ: شکیل احمد طاہر

طلوع وغروب آفتاب

17/ نومبر 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:13	17:38
مدینہ منورہ		05:18	17:34
قادیان		05:34	17:28
ربوہ		05:14	17:08
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:54	16:12

فقہی کارنر

تدفین کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ تحریر کرتے ہیں کہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ سیالکوٹی کی نعش جس دن قبرستان سے نکال کر بہشتی مقبرہ میں دفن کی گئی تو اس دن آپؑ نے جنازہ نکالنے سے قبل ہاتھ اُٹھا کر قبر کے پاس کھڑے ہو کر دعا کی اور دفن کرنے کے بعد بھی ہاتھ اُٹھا کر دعا کی۔

(الحکم 14تا21/ مئی 1919ء صفحہ 7)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)